کہاں آ گئے ہم!
Kahan Aa Gaye Hum!
عدیل زیدی
Adeel Zaidi

کہاں آگئے ہم!

Kahan Aa Gaye Hum!

اندازِ نالہ، یاد ہیں سب مجھ کو، پر اسدؔ
جس دل پہ ناز تھا مجھے، وہ دل نہیں رہا

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ

Andaz e nala e yad hain sub mujh ko, per Asad

Jis dil pe naz tha mujhay, woh dil nahi raha
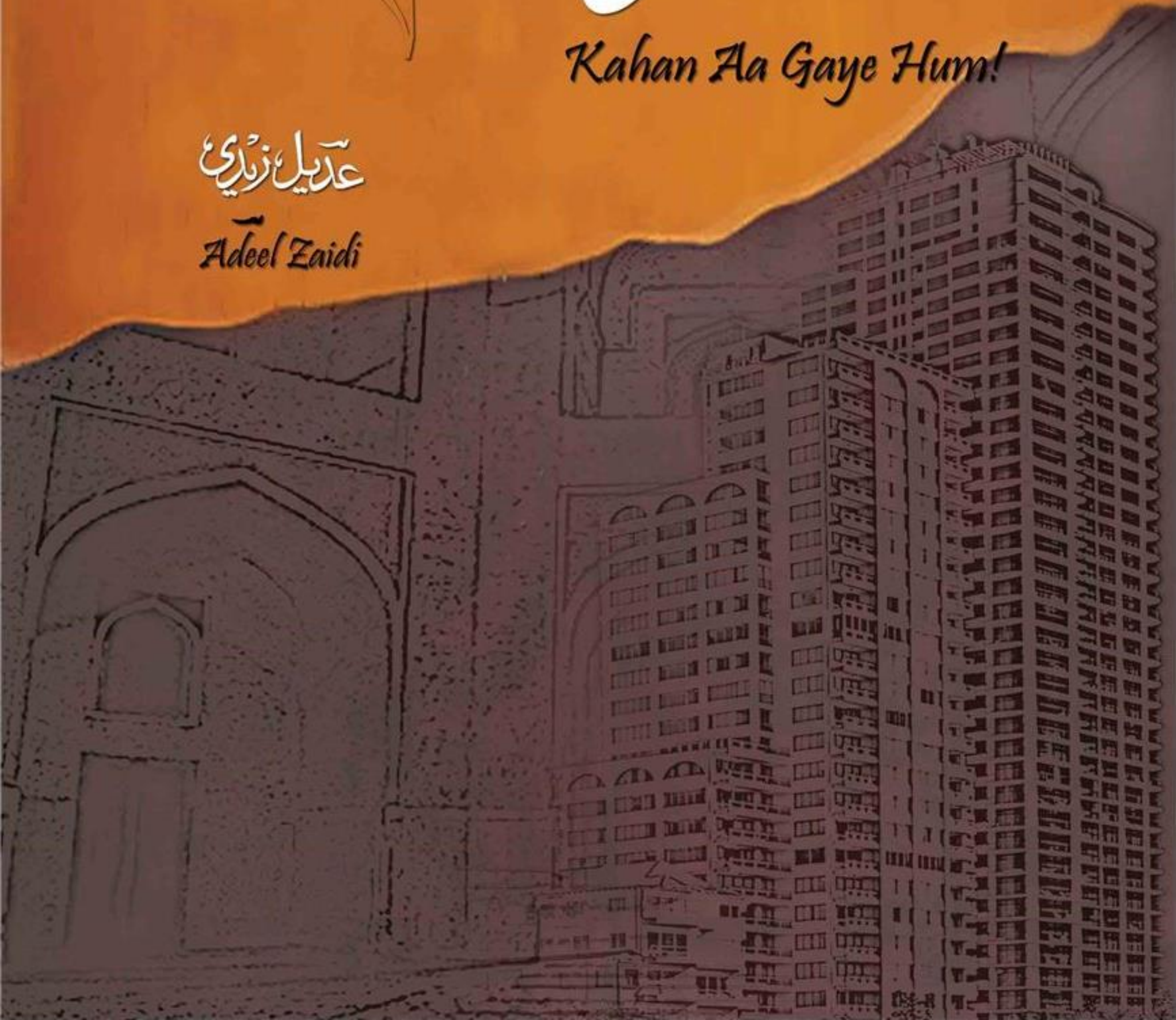
(Ghalib)

کہاں آ گئے ہم!

Kahan Aa Gaye Hum!

کہاں آ گئے ہم!

کتاب سے بہتر کوئی دوست نہیں

اشاعت اول: 2008ء

اشاعت دوم: 2009ء

سرورق : سید وسیم احمد نقوی

عدیل زیدی

E.mail: thezaidis@gmail.com

زیرِ اہتمام

ماہنامہ دنیائے ادب کراچی

اہتمام o اوجِ کمال

6th،623 فلور، ریگل ٹریڈ اسکوائر، ریگل چوک، صدر کراچی۔74400

Ph: 92-21-2744987 / 021-2018365 / 021-8480816

Cell: 0300-2797271 E-mail: aujekamal@yahoo.com

انتساب

بابو جی، امی جان، فردوس، شارق اور ثناء کے نام

محبتوں کے ساتھ

I dedicate this book to

Babooji, Ammi Jaan, Firdous, Shariq and Sana

Love

احوال

INDEX

باقی باتیں

عدیلؔ ماں کی جگہ کوئی ہو نہیں سکتا

سخنور (عدیل نمبر)

'چلتے چلتے' (انتخاب)

'CHALTE CHALTE' (Intikhab)

نہ شہرِ علم ہیں نا اُس کا باب ہیں ہم لوگ
کہ سطحِ علم پہ صاحب، حباب ہیں ہم لوگ

Na shaher-e-ilm hain na us ka baab hain hum log

Ke satah-e-ilm pe sahab, habaab hain hum log

عرفان دانش سکندری

ایک سادہ کار لہجے کا شاعر

اردو کی نئی ادب خیز بستی شمالی امریکہ کے معروف شاعر عدیلؔ زیدی نے شعور کی آنکھ ایسے ادبی خانوادے میں کھولی تھی، جس میں بالترتیب ان کے والد پروفیسر اختر رضا زیدی اور مصطفیٰ زیدی جیسے جید اسلامی مورخ اور صاحب اسلوب شاعر پہلے ہی موجود تھے۔ اپنے روشن ادبی پس منظر کے حوالے سے یہ خاندان، ہم آفتاب تھا۔ آج بھی ان کے دو بڑے بھائی ڈاکٹر عروج زیدی اور جاوید زیدی اپنے خاندانی ادبی ورثے کو چار چاند لگا رہے ہیں اور کے پہلو بہ پہلو عدیلؔ بھی اپنے سبک، سادہ، موتیوں اور ستاروں جیسے جگر جگر کرتے اشعار کی کہکشاں جوڑ کر اپنے حصہ کے ادبی آفاق وسیع تر کرتے جا رہے ہیں۔ ان کی شاعری بھی ان کی سادہ اور ملنسار شخصیت کی طرح دل نواز ہے۔ وہ مذہب انسانیت کے حوالے سے سوچتے ہیں اور اپنی شاعری میں روح مذہب انسانیت کو عام کرنے کی بات کرتے ہیں۔ انسانیت کا کرب مشترک ان کے بیشتر اشعار اور نظموں کا موضوع ہے۔ وہ بے پایاں اخلاص اور دردمندی کے احساس میں ڈوبی ہوئی نظر سے (کبھی کبھی ناخوش گوار حیرت کے ساتھ) اپنے راستوں میں بکھرے ہوئے سماجی ناہمواری، غریبی اور نابرابری کے منظروں کو دیکھتے اور نظم کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہی نہیں، کسی کسی نظم میں کلائمکس تک پہنچتے پہنچتے وہ مروجہ معاشرتی نظام کے ناہموار وجود پر سوالیہ نشان بھی ثبت کر دیتے ہیں۔ سچی بات اگر سادگی سے کہی جائے تو ذہن کو چھوتی ہے، دل میں اتر جاتی ہے۔ یہی اثر انگیزی عدیل کی غزلوں اور نظموں کا خلاصہ اور خاصہ ہے۔ وہ اپنے صادق جذبوں اور کھرے تجربات و مشاہدات سے اخذ کی ہوئی سچائیوں کو قاری کی روح میں اتارنے میں کامیاب ہیں۔ ہر چند کہ شاعری کو عدیل نے اوڑھنا بچھونا نہیں بنایا اور امریکہ کی تیز رفتار زندگی کی دوسری مصروفیات و ترجیحات ان کے روزمرہ پر حاوی ہیں، ان شاعری کا مجموعی تاثر خوش آئند ہے۔ بیشتر وہ چلتے چلتے، کار ڈرائیو کرتے ہوئے، ہوائی سفر کے دوران اور ایئر پورٹوں پر انتظار کے وقفہ میں شعر کہتے ہیں۔ اکثر اشعار پر گماں ہوتا ہے کہ وہ کہے نہیں گئے ہیں، ہو گئے ہیں۔ اور جو اشعار کسی خاص کاوش کے بغیر ہو جاتے ہیں ان کی اپنی ہی کیفیت ہوتی ہے۔ مثلاً

رخ بدل دیں تو بات بن جائے
لوگ بس آئینے بدلتے ہیں

o

ایک عجب روشنی فضا میں تھی
ذکر تھا تیرے مسکرانے کا

o

رات اس سوچ میں گزرتی ہے
دن نکلنے کے بعد کیا ہوگا

o

اک زمانہ تھا زندگی تھی یہاں
اب تو کہنے کو اک کہانی ہے

o

کارواں منزل تلک پہنچا مگر
چلتے چلتے ہوگئے کچھ لوگ کم

o

وہ بھی کم کم زمیں پہ آتا ہے
اور کچھ آسماں کے ہم بھی ہیں

یہ ہے وہ سادگی جو عدیلؔ کو آج کے گنجلک لہجوں کی بھیڑ سے الگ کرتی ہے۔ سوچتے تو سب ہی ہیں مگر سلیقۂ اظہار کی توفیق سب کو کہاں، یہ تو انعامِ الٰہی ہے جو کسی کسی کا نصیب ہوتا ہے۔ خالقِ حرف ولفظ نے اظہار کا یہ ملکہ عدیلؔ کو خوب خوب انعام کیا ہے۔ وہ اپنے مافی الضمیر کی ترسیل شعر کے وسیلے سے اتنی صاف، شفاف اور دھلی منجھی زبان میں کرتے ہیں کہ تجربہ اور مشاہدہ کی سچائی

ان کے دل سے نکل کر سیدھی قاری کے دل میں اُتر جاتی ہے۔ غیر مانوس بحروں، ادق زمینوں اور الجھی ہوئی لفظی تراکیب سے وہ بس دور دور کا واسطہ رکھتے ہیں۔ اتنی احتیاطوں سے شعر کہنے کے باوجود وہ مجھ سے مشورۂ سخن کرتے ہیں، یہ اُن کی انکساری ہے، ورنہ وہ فطری شاعر ہیں۔ ان کے یہاں آمد کے شعر ہوتے ہیں اور آمد کے شعروں میں لفظوں کو اِدھر اُدھر کرنے کی گنجائش کم ہی ہوتی ہے۔

عدیلؔ زیدی کے پہلے مجموعہ کلام کو ادبی حلقوں میں خاطر خواہ مقبولیت حاصل رہی۔ 'چلتے چلتے' نے شاہراہ ادب پر جن امکانات کے نقش چھوڑے تھے وہ رنگ لانے لگے ہیں۔ یہ دوسرا مجموعہ نسبتاً روشن تر امکانات کی علامت ہے۔ عدیلؔ کا اسلوب اپنی مخصوص انفرادیت میں اور بھی معتبر ہو چلا ہے، میں خوش یقین ہوں کہ اہلِ نظر اور قلم دوستوں کے حلقہ میں اس مجموعہ کا بھی شایانِ شان استقبال کیا جائے گا اور یہ ادب پارہ قبول عام کے درجہ کو پہنچ کر عدیلؔ کی ہر دلعزیزی میں مزید اضافہ کا سبب بنے گا۔ انشاءاللہ

☆☆☆
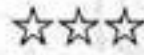
سلطانہ مہرؔ

اچھا انسان، اچھا شاعر

میرے لیے یہ طے کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ عدیلؔ شاعر زیادہ اچھا ہے یا انسان۔ میں سمجھتی ہوں وہ 'انسان' بہت اچھا ہے۔ اسی لیے اچھا شاعر بھی ہے۔۔۔ عام طور پر شعراء کے کلام کے مجموعوں میں بچوں کے لیے نظمیں نہیں ملتیں۔ کم کم لوگ بچوں کے لیے تڑپتے ہیں، کلستے ہیں۔ عدیلؔ کا شمار اُنہی کم کم لوگوں میں ہوتا ہے۔ ایسی شاعری بلاشبہ عبادت ہے اور ریاضت بھی۔

شاہدہ حسن

چلتے چلتے

عمر کی لا حاصلی سے مل لیے
'چلتے چلتے' زندگی سے مل لیے

اِک ادھوری داستانِ غم کوئی
نامکمل اِک خوشی سے مل لیے

چھو کے دیکھے رنگ سب احساس کے
اور دل کی روشنی سے مل لیے

اِک فسانہ خواب کا پڑھ کر عدیلؔ
ہم تمہاری شاعری سے مل لیے

(۲۷ اکتوبر ۲۰۰۱ء)

مونا شہاب

اچانک ایک تازہ ہوا کا جھروکا کُھل گیا۔ہمیں عدیل کی شاعری پڑھ کر یہی لگتا ہے۔اُس کا دل انسانیت کے دکھ اور مسائل پر بے چین ہے۔اردو شاعری کے روشن مستقبل کے لیے ہمیں عدیل کے گھرانے میں جو رکھ رکھاؤ اور تہذیب و تربیت کی خوبیاں دیکھنے کو ملتی ہیں وہی اُس کی شخصیت کا خاصہ ہیں اور اُس کی یہ اچھی شخصیت اس کی شاعری میں صاف جھلکتی ہے۔مری دعا ہے کہ وہ ایسی دلکش اور سچے لہجے میں شاعری کرتا رہے۔

جاوید زیدی

دشتِ سخن میں آبلہ پائی کا ہے صلہ

پیغمبرانِ سخن صحرائے فکر و نظر میں چلتے چلتے کہاں تک آجاتے ہیں، اس کا فیصلہ تاریخ کرتی ہے لیکن ایک بات عدیل زیدی کے بارے میں وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ انہوں نے 'چلتے چلتے' سے 'کہاں آ گئے ہم' کا سفر بہت جلد طے کیا ہے۔یہ امر باعثِ مسرت ہے بلکہ حیرت انگیز بھی ہے!

اس دشتِ ہجرت گلشنکے کاروبار کے باوجود انہوں نے اردو زبان اور اپنی اقدار کا پرچم بلند رکھا اور اکابرین و سفیران کا ہمیشہ احترام رکھا۔'چلتے چلتے' کی تقریب رونمائی کے موقع پر میں نے کہا تھا۔

پورا عدیل زیدی کا ارمان ہو گیا
بھائی ہمارا صاحبِ دیوان ہو گیا
دشتِ سخن میں آبلہ پائی کا ہے صلہ
وہ چلتے چلتے شاعرِ ذیشان ہو گیا

(ہیوسٹن، ۷ ستمبر ۲۰۰۸ء)

ذی شان ساحلؔ

محبت کا اِک استعارہ

خوش آئند بات یہ ہے کہ تصورِ جاناں ہو یا غمِ دوراں، عدیلؔ زیدی الفاظ کی مشکل تراکیب اور شاعرانہ تعلیوں میں الجھائے بغیر اپنا مطلب سادہ زبان میں ادا کرتے ہیں۔ بے جا سخن فہمی اور غالبؔ کی اندھا دھند طرف داری کا دعویٰ بھی نہیں.....شعر گوئی اُن کی گھٹی میں پڑی ہونے کے باوجود کسی طرح کی خوش گمانی میں مبتلا نہیں۔ایک طویل عرصہ سے دیارِ غیر میں وطن اور اہلِ وطن کے فراق وصال سے دوچار رہتے ہیں اور ایسی کشمکش اور صبح وشام کی کیفیت سے ان کا کلام عبارت ہے۔

میں دریا پار کرنا چاہتا ہوں
ہیں سارے لوگ دریا پار مرے

شمالی امریکہ میں رہائش پذیر دوسرے شعراء کی طرح ہجرت، غم روزگار، وطن سے شناخت اور ایک مستقل Nostalgia میں گرفتاری عدیلؔ زیدی کی شاعری کا بنیادی وصف ہے۔

کسی کو جواب تک نہیں مل سکی
خدا تم کو وہ زندگی بخش دے
سلامت رہے جو قدم با قدم
دل و جاں کو وہ روشنی بخش دے
رہے تم پہ سایہ فگن آسماں
رہے تم پہ سارا جہاں مہرباں
تمہاری تمنا ادھوری نہ ہو
تمہارے لیے غم ضروری نہ ہو

کسی آسماں کا ستارہ ہو تم
محبت کا اک استعارہ ہو تم
گھرانے کا روشن نگینہ ہو تم
محبت کا بے جوڑ زینہ ہو تم
گزرتے دنوں کی کہاں ہو تم
ہماری پھوپی کی نشانی ہو تم
ہمیشہ دکھوں سے بچائے رکھے
خدا تم کو اپنا بنائے رکھے

ڈاکٹر محمد حنیف (ڈیٹرائیٹ)

میرا دوست، میرا بھائی

عدیل زیدی کو میں اُس وقت سے جانتا ہوں جب ہم دونوں ڈیٹرائیٹ میں تعلیمی مراحل کے آخری دور سے گزر رہے تھے۔ پہلی ملاقات 1978ء میں اُن کے بڑے بھائی اور نامور شاعر ڈاکٹر عروج زیدی سے ایک مشاعرے میں ہوئی۔ ڈیٹرائیٹ میں یہ میرا پہلا مشاعرہ تھا اور ہم دونوں کی دوستی کا آغاز بھی۔ کون جانتا تھا کہ یہ دوستی دو خاندانوں کو ہم نوالہ و ہم پیالہ بنا دے گی۔

پہلی ملاقات میں ہی ایسا لگا جیسے ہم ایک دوسرے کو برسوں سے جانتے ہیں اور زندگی کے مشاہدات کو بھی اکھٹے محسوس کرتے ہیں۔

عدیل کی خاندانی شاعرانہ مزاجی اُن کی گفت و شنید میں خوب جھلکتی ہے۔ خاص طور پر اپنے طرزِ تکلم میں وہ اپنے خاندانی آداب اور روایات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں اور یہی لہجہ اُن کی شاعری کا خاص مزاج ہے۔ اپنے والدین سے بے پناہ عقیدت و احترام اُن کی زندگی کے ہر پہلو میں عیاں ہے اور یہ پہلو اُن کی شاعری میں اکثر محسوس ہوتا ہے۔

گو عدیل کا حسِ مزاح اور برجستہ شگفتگی اُن کی شاعری میں نہیں پائی جاتی لیکن اُن کی شخصیت کا دوسرا رُخ، جس میں سنجیدگی، احساس کی چبھن، جذبات و تجربات کا تنقیدی مشاہدہ ہے، اُن کے کلام میں خاص طور پر نمایاں ہیں۔ مجھے اُن کے چند اشعار بہت پسند ہیں جو اُن کے مزاج کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔

ہم جیے سایۂ دُعا میں عدیل
زندگی کی امان میں کب تھے

کُھل گئے جو بلندیوں کی طرف
پر، وہ اونچی اُڑان کے کب تھے

o

محبتوں کی نفی کے ثمر لگیں جن پر
میں اُن خیالوں کو نسلوں میں بو نہیں سکتا

کوئی بتلاؤ کے ہم بتلائیں کیا!

ایک دن ہم عرفان بھائی کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے، انڈیا کی باتیں، پاکستان کی باتیں، ہجرتِ امریکہ کی باتیں۔۔۔اپنی پہلی کتاب 'چلتے چلتے' کی باتیں!! عرفان بھائی نے پوچھا کہ پچھلے پانچ برس میں جو چیزیں لکھیں ہیں اُن کے بارے میں کیا خیال ہے؟ ہم نے کہا کہ اگر آپ دیکھنے کے بعد یہ سمجھیں کہ چھپنے کے بعد عزتِ سادات برقرار رہے گی تو بسم اللہ۔۔۔عرفان بھائی نے یہ کام نہایت محبت سے انجام دیا اور تمام بکھری تحریریں یکجا کر کے کہا کہ اب نام کیا رکھو گے؟

ہمارے دفتر جانے کا وقت ہو گیا تھا اور ہم کچھ ایسی سوچوں میں گھر سے نکل گئے۔ وقت کی طنابیں کون روک سکا ہے، پانچ برس میں کیا کیا ہو گیا!! دنیا کی کتنی نعمتوں سے خدا نے نوازا، کتنی مشکلات میں اُلجھے اور ہمیں دعائیں کیسی سہولت سے نکال لے گئیں! بیٹا شارق پہلے باپ بنا اور پھر ڈاکٹر بن گیا (ہمارا خواب اس نے پورا کیا) بیٹی نے بزنس ایڈمنسٹریشن میں ڈگری حاصل کر لی اور اب ہمارا ہاتھ بٹاتی ہے۔ گو چھوٹی سی ہے مگر ہمارا بہت بڑا سہارا ہے۔ گھر کے سارے کام کبھی خوشی خوشی اور کبھی کچھ غصہ کر کے کرتی رہتی ہے! بیٹے کو ایک دفعہ پھر باپ بننے کی توفیق ملی اور ہم دوبارہ دادا بن گئے! بیٹے نے سرجن بننے کا فیصلہ کر لیا اور ڈیٹرائیٹ، مشی گن کے ایک ہسپتال میں پانچ سال تک ٹریننگ کا کام شروع کر دیا۔ سرجری کی ریزی ڈینسی سب سے سخت ہوتی ہے، سو جو تھوڑا بہت رابطہ فون پر رہتا تھا اُس میں بھی اب خاطر خواہ کمی آ گئی! اُسے بھی ہم نے (دل خوش کرنے کے لیے) 'اچھے کاموں کی قربانیوں' کی فہرست میں شامل کر لیا ہے۔ ہم مشی گن سے ہیوسٹن آ گئے کیونکہ امی باقی بچوں اور اُن کے بچوں کو بہت مس کرتی تھیں اور خاصی بیمار رہنے لگی تھیں۔ وہ ہسپتالوں میں رہیں اور جاتے جاتے ہمیں ہسپتال کھلوا گئیں۔ پچھلے برس ہماری زندگی کا دوسرا قیمتی ترین سرمایہ ہم سے جدا ہو گیا۔ ہمارے بابوجی کے بعد ہماری امی بھی چلی گئیں! اب رات دن کام اور کام اور کام۔ سامنے دفتر آ گیا اور اچانک سوچا یہ 'چلتے چلتے کہاں آ گئے ہم'؟ فوراً عرفان بھائی کو فون کیا اور کہا کہ کتاب کا نام مل گیا۔۔۔'کہاں آ گئے ہم؟'

اس فیصلے کے بعد کتاب کا مسودہ جناب حمایت علی شاعرؔ صاحب کو اور جناب پروفیسر قاسم پیرزادہ صاحب کو بھیجا۔ ان

دونوں کی بے پناہ محبتیں اس میں شامل ہیں اور ہم اپنے دونوں بزرگ دوستوں کے بے انتہا ممنون و مشکور ہیں۔ان دونوں شخصیتوں کے بارے میں کچھ لکھنے کے ہم ابھی اہل نہیں،سوشکریہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔حمایت بھائی نے حکم دیا کہ اپنے بارے میں لکھوتا کہ لوگوں کو تمہارے بارے میں علم ہو۔۔۔اس حکم کی تعمیل میں ہم اپنا ایک انٹرویو جو ہم نے ۲۰۰۵ء میں جناب نقوش نقوی صاحب کو دیا تھا اس مضمون میں شامل کررہے ہیں۔آیئے ہم آپ کو عدیل زیدی سے ملواتے ہیں (ان صاحب کی ہمیں بھی تلاش ہے اگر آپ کو مل جائیں تو بتایئے گا ضرور!)

ہم ماہنامہ دنیائے ادب کے مدیر جناب اوجِ کمال اور جناب وسیم نقوی کے شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کو جاذب نظر بنانے میں انتھک محنت اور محبت سے کام کیا۔

عدیلؔ زیدی

(ہیوسٹن، ۱۶ اگست ۲۰۰۸ء)

عدیل زیدی سے ایک مختصر ملاقات کا احوال

(بشکریہ ماہنامہ سخنور کراچی، مطبوعہ مارچ ۲۰۰۵ء)

سوال۔ عدیل صاحب کچھ اپنے بارے میں فرمایئے؟

جواب۔ ہماری پیدائش شکارپور، سندھ میں ہوئی۔یہ واقعہ ۱۹۵۸ء کا ہے! اُس وقت ہمارے والد، سیّد اختر رضا زیدی (بابو جی) محکمہ تعلیم سے منسلک تھے اور وہ بحیثیت تاریخ کے پروفیسر اور پرنسپل ۱۹۷۷ء تک اسی محکمہ کے ساتھ رہے اور سندھ کے مختلف شہروں میں اُن کی پوسٹنگ رہی۔ادبی سفر والد کے ہمراہ مشاعروں سے بہت کم عمری میں شروع ہو چکا تھا، تک بندی کا سلسلہ بھی آٹھ، دس برس کی عمر سے تھا مگر پہلا شعر والد کی ۱۹۹۷ء میں اچانک وفات کے تقریباً بارہ برس بعد ہوا۔ہمیں، بڑے بھائی (جاوید زیدی) جنہیں ہم چھوٹے بھیّا کہتے ہیں، ہیوسٹن کے قیام کے دوران محترمہ عشرت آفرین سے ملوانے لے گئے۔ہماری بیگم کی وہ پہلے ہی سے محلے دار اور باجی تھیں۔انہوں نے تازہ روٹی بنائی اور پھر کچھ شعر سنائے۔بس صاحب پہلا شعر وہیں ہوا اور ڈرتے ڈرتے انہیں سنا بھی دیا۔

شعر کچھ اسطرح تھا کہ۔

اے رہروانِ شوق بڑھاؤ سنبھل کے پاؤں
دلدل ہے چپہ چپہ یہ قاتل زمین ہے

سوال۔ کیا شاعری کے لیے مطالعہ ضروری ہے؟

جواب۔ اچھا شعر کہنے کے لیے مشاہدہ بھی ضروری ہے اور مطالعے کی بھی ضرورت اپنی جگہ ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مشاہدہ اور فکر کی بلندی کبھی مطالعے کی محتاج نہیں رہے ہیں مگر ہماری رائے میں مطالعے سے ذہن و فکر کو روشنی اور نکھار ملنا لازمی ہے۔ وہ شعرا جنہیں انگریزی تعلیم کے ساتھ ساتھ غیر ممالک جانے کا بھی اتفاق ہوا، وہاں آپ کو انگریزی ادب کے حوالے ملیں گے اور یہ ایک مثبت چیز ہے۔ جتنا مطالعہ اور مشاہدہ بڑھے گا اتنا ہی شاعری پر نکھار آئیگا۔ ہماری ناچیز رائے یہ ہے کہ ہماری تہذیب اور روایات میں انگریزی تہذیب یا شاعری کا اثر آنا بہت مشکل ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کچھ ایکسپشنز آپ کو ہر جگہ ملیں گے۔ ہمارے بھی کچھ شعرا وقتی طور پر بہت متاثر ہوئے ہیں۔ یہ ایک ذاتی عمل تھا اور ہے مگر اسکا اردو شاعری پر اثر کم از کم ہمیں نظر نہیں آتا۔

سوال۔ روایتی شاعری کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب۔ روایات سے ہٹنا یا بغاوت آسان کام نہیں ہے۔ غزل شاعری کی مادرِ گرامی کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو چیزیں آپ کو گھٹی میں پلا دی گئیں ہوں اُن سے ہٹ کر چلنا آسان نہیں ہوتا۔ اچھی غزل آج تک شاعری کا معیار ہے۔ Paradigm Shift ہوتے ہوتے ایک عرصہ لگ جاتا ہے۔ صدیاں گزر جاتی ہیں کبھی تو! نظم کم لکھے جانے کی بھی شاید یہ ہی وجہ ہے۔

سوال۔ ترقی پسندی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب۔ ترقی پسند تحریک نے اردو شاعری کو بہت نام دیے۔ بہت بڑا contribution ہے ترقی پسند شعرا کا۔ بڑے نام اردو ادب کو ملے ہیں۔ علی سردار جعفری، اختر الایمان، کیفی اعظمی اور فیض احمد فیض جیسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اِن شعرا نے نئی نسل کو نہ صرف اردو شاعری کی طرف راغب کیا بلکہ نئی نسل میں نئی روایت کے شعرا پیدا ہوئے اور بہت اچھا لکھ رہے ہیں۔

سوال۔ تنقید کے حوالے سے کچھ کہیے؟

جواب۔ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ constructive criticism ہونا چاہیے۔ کسی کی دل شکنی کیے بغیر بھی بات کہی جا

سکتی ہے۔Destructive تنقید سے آسان کوئی چیز نہیں ہے۔ہمیں چاہیے کہ اس سلسلہ کو ختم کیا جائے۔

سوال۔ آپ کی نظر میں اچھی اور معیاری شاعری کی کیا تعریف ہے؟

جواب۔ اگر مواد میں جان نہیں ہوگی تو مثبت یا منفی اثرات کا نمودار ہونا ممکن نہیں ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ کتاب کی ضخامت سے اس کی کامیابی یا پیغام کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔دیوانِ غالبؔ اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔مضامینِ پطرس کو دیکھئے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

اہمیت لازمی اثرات کی ہے، بقول ذوقؔ۔

رہوے سخن سے نام قیامت تلک ہے ذوقؔ
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

سخن دل میں جگہ کر لے تو تا قیامت اثرات قائم رہتے ہیں۔

سوال۔ معاشرے میں شاعری کا کیا کردار ہے؟

جواب۔ شاعری ہر معاشرے کی تعمیر اور تخریب میں شامل رہی ہے۔یہ ایک ایسا ہتھیار ہے کہ جس سے آپ عوام کے دلوں میں اُتر کر اُن سے مثبت یا منفی کام کروا سکتے ہیں۔اچھی مثالوں میں صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، بابا بلھے شاہ، شاہ لطیف بھٹائی، علامہ اقبالؔ اور اکبرالہ آبادی قابلِ ذکر ہیں۔

سوال۔ سائنس اور شاعری اور اُس کے ساتھ موسیقی کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب۔ سائنس اور Technology جیسی آسائشیں تو مہیا کر سکتی ہیں مگر شام کو تھک کر جب آپ گھر پہنچتے ہیں تو اچھی موسیقی اور اچھی غزل ہی روح کو سکون بخشتی ہیں!! نظم جو اثر رکھتی ہے وہ نثر میں آنا ذرا مشکل ہے۔

سوال۔ آزاد نظم و نثری نظم کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب۔ اس faculty کی طرف ہمارا دھیان ذرا کم رہا ہے۔تجربے بہت کامیاب رہے۔ن م راشد اور مصطفےٰ زیدی سے لیکر ذی شان ساحلؔ تک ہم سب کے شکرگزار ہیں کہ وہ ایسا کام کر گئے ہیں اور کر رہے ہیں جن سے اردو ادب میں نئی راہیں ہموار ہوئی ہیں۔ ردیف، قافیہ اور وزن کی پابندیوں کی وجہ سے جو پیغامات نہیں پہنچ سکتے تھے وہ اب بہ آسانی پہنچ رہے ہیں اور ان پیغامات کے خالق

ایک اچھے شاعر کی حیثیت سے ہم میں موجود ہیں۔

سوال۔ مشاعروں سے شعر و ادب پر کیا اثرات مرتب ہونا چاہئیں؟

جواب۔ مشاعروں سے لوگ ادب کی چاشنی کے سوا آداب نشست و برخاست سیکھا کرتے تھے۔آج بھی مشاعروں کو بحیثیت درسگاہ استعمال کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ لوگ اپنے بچّوں کو مشاعروں میں لانا شروع کریں۔شعراء پر یہ لازم ہے کہ لب و رخسار کے علاوہ حالاتِ حاضرہ کو بھی شعری صورت میں سامنے لائیں۔اپنی اقدار، رسم و رواج اور ماحول کے مثبت پہلوؤں کو اجاگر کریں۔

سوال۔ مزاحیہ شاعری کا ادب میں کیا مقام ہے؟

جواب۔ مزاحیہ شاعری اگر ادب کی حدود میں رہے تو اس کا وہی مقام ہوگا جو سنجیدہ لکھنے والوں کا ہے۔اکبر الہ آبادی اور دلاور فگار کی شخصیات آپ کے سامنے ہیں۔

سوال۔ آج کل مغربی نظریات اور فکر کا بہت چرچا ہے، آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب۔ ہمارے نظریات اور فکر اپنی جگہ رکھتے ہیں اور بہت مضبوط ہیں۔جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کے مغربی فکر یا نظریات زیادہ بلند یا اہم ہیں تو یہ اُن کی سوچ کی پستی اور نافہمی کا نتیجہ ہے۔

سوال۔ قدیم اور جدید شعرا میں آپ کس کس کو پسند فرماتے ہیں؟

جواب۔ غالبؔ، میر انیسؔ، جوشؔ، فیضؔ، مصطفےٰ زیدیؔ، عبیداللہ علیمؔ اور جونؔ ایلیا تو سابقین میں ہوئے۔دورِ حاضر میں حمایت علی شاعرؔ، قاسم پیرزادہ، افتخار عارف، محسنؔ بھوپالی، نظیر باقری، حبابؔ ترمذی، عارف امام، عرفان دانش، شاہدہ حسن، عشرت آفرین اور ہمارے خاندان میں ذی شان ساحل قابلِ ذکر ہیں۔

سوال۔ کیا آپ نے نئی اصناف میں طبع آزمائی کی؟

جواب۔ نئی اصناف کا مستقبل تابناک ہوسکتا ہے اور ہوگا اگر فکر کی بلندی اور زبان کی چاشنی کا امتزاج رہے۔جو دنیا کل تک Mobile phone/e-mail/Fax سے شناسا تک نہ تھی آج اُن کے بغیر زندگی کا تصوّر بھی نہیں کرسکتی!! یہ تو ایک سفر ہے، ایک process of continuous improvement ہے۔خوب سے خوب تر کی تلاش ہے اور ہونی چاہیے۔

سوال۔ اب تک آپ کے کتنے مجموعے شائع ہوچکے ہیں؟

جواب۔ 'چلتے چلتے' ایک کتاب آئی ہے۔ حصولِ علم اور تخلیق کا سفر جاری ہے۔

سوال۔ نئے لکھنے والوں کے لئے کوئی پیغام؟

جواب۔ دل کی بات زبان پر لانے کے فن میں مہارت حاصل کریں۔ آسان اور عام فہم زبان اور الفاظ استعمال کریں۔ لوگوں کے پاس پڑھنے کا وقت مشکل سے نکلتا ہے وہ لغت میں مطلب نہیں ڈھونڈیں گے۔ جو بھی لکھیں اُسے چھپنے یا مشاعرے میں پڑھنے سے پہلے کسی صاحبِ فن کو دِکھالیں۔ بقول جگرؔ

اس عہد میں کہ جز غمِ دوراں نہیں ہے کچھ
وہ شخص ہے ولی جو محبت سے کام لے

کچھ لکھنے یا کہنے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ اس سے کسی کی دل آزاری تو نہیں ہورہی ہے۔ بقول محمدؐ:

'اسطرح زندہ رہیں کہ جیسے آج آپ کی زندگی کا آخری دن ہے اور اسطرح زندہ رہیں جیسے آپ قیامت تک زندہ رہیں گے'۔

☆☆☆

نعت

ڈرائے گی بھلا کیا تیری گردش آسماں مجھ کو
ملا رّب سے دُعائے فاطمہؑ کا سائباں مجھ کو

میں شکرِ رّب کا قائل ہوں ہوا کیسی بھی چلتی ہو
پتہ آسانیوں کا دے گئی ہیں سختیاں مجھ کو

یہ ہے قولِ پیمبرؐ، رّب تلک جانا اگر چاہو
دُعا مقبول ہو جائے جو لاؤ درمیاں مجھ کو

لباسِ اطلس و کمخواب کی کیا حیثیت ہو گی
اگر مل جائیں دامانِ نبیؐ کی دھجیاں مجھ کو

یقیں ہے اس لئے سر کو جھکاتا ہوں میں سجدے میں
ابھاریں گی بلندی کی طرف یہ پستیاں مجھ کو

Na'at

Dara-e-gi bhala kia teri gardish Aasma'n mujh ko
Mila Rab se Dua-e- Fatima ka Saaeba'n mujh ko

Main shukr-e-Rab ka qaail hoon hawa kaisi bhi chalti ho
Pata aasaniyo'n ka de gai hain sakhtiya'n mujh ko

Yeh hai qoul-e- Peghambar, Rab talak jana agar chaho
Dua maqbool ho jaae jo laao darmiya'n mujh ko

Libaas-e-Atlus-o-kamkhwab ki kia haisiyat hogi
Agar mil jaae'n damaan-e-Nabi ki dhajiya'n mujh ko

Yaqee'n hai is liye sar ko jhukaata hoo'n main sajde main
Ubhaare'n gi bulandi ki taraf yeh pastiya'n mujh ko

نیا دن یا ظلم کا سورج

کل مری سوچ میں یہ آج کا سورج تو نہ تھا
آج نکلا ہے یہ سورج تو میں اِس سوچ میں ہوں
یہ نیا دن
یہ نئی صبح
یہ مری آنکھ کا پھر سے کھلنا
کیا کہیں اِس کا بدل اور کوئی چیز بھی ہے

جب بھی سورج یہ نکلتا ہے تو انسان نما
کچھ درندے
کسی انجان تعاقب میں نکل جاتے ہیں
اور پھر پنجوں پہ یہ رینگتی بڑی مخلوق
چھوٹی مخلوق کو زندہ ہی نگل جاتی ہے
روز ہی ظلم کی تاریخ لکھی جاتی ہے

Naya Din Ya Zulm Ka Suraj

Kal meri souch main ye aaj ka suraj tu na tha
Aj nikla hai ye suraj tu main is souch main hoon
Ye naya din
Ye nai subh
Ye meri aankh ka phir se khulna
Kia kahin is ka badal or koi cheez bhi hai

Jab bhi suraj ye nikalta hai tu insaan numa
Kuch darinday
Kisi anjan ta'aqqub main nikal jate hain
Or phir panjon pe ye raingti bari makhlooq
Chhoti makhlooq ko zinda he nigal jati hai
Roz he zulm ki tareekh likhi jati hai

Matti or roti ki soondhi si mehek ke badlay	مٹی اور روٹی کی سوندھی سی مہک کے بدلے
Karkhanon se, tanuron se, gharon se ab tu	کارخانوں سے، تنورں سے، گھروں سے اب تو
Zinda insaanon ke jalne ki si boo ati hai	زندہ انسانوں کے جلنے کی سی بو آتی ہے
Ye nai tehzeeb agar aman ki shaidai hai	یہ نئی تہذیب اگر امن کی شیدائی ہے!!
Tu phir	تو پھر
Roz he is shehar numa jungle main	روز ہی اِس شہر نما جنگل میں
Khud ko tareekh bhala kis liye duhrati hai ?	خود کو تاریخ بھلا کس لیے دہراتی ہے؟
Woh ke jin ankhon main kuch khuwab hua kerte the	وہ کہ جن آنکھوں میں کچھ خواب ہوا کرتے تھے
Aaj un ankhon main ek khauf larazta dekha	آج اُن آنکھوں میں اِک خوف لرزتا دیکھا
Aik hiqarat dekhi	ایک حقارت دیکھی
Woh jo masoom the, kamzor the	وہ جو معصوم تھے، کمزور تھے
Un hathon main	اُن ہاتھوں میں
Jaan le lene ki shureeda see taqat dekhi	جان لے لینے کی شوریدہ سی طاقت دیکھی
Kia zarurat ke bure kaam hon tareeki mein	کیا ضرورت کہ برے کام ہوں تاریکی میں
Kia zarurat k koi parda rawa rakha jaye	کیا ضرورت کہ کوئی پردہ روا رکھا جائے

کہاں آ گئے ہم!

ہر صبح لوگ اُٹھائے ہوئے اپنے جھنڈے	*Her subh log uthae hue apne jhanday*
اور چہروں پہ سجائے ہوئے انسان کا روپ	*Or chehron pe sajaye hue insaan ka roop*
اپنے بوسیدہ نظریوں کو نئے نام دیے	*Apnay boseeda nazryon ko naye naam diye*
صرف اور صرف	*Sirf or sirf*
رواجوں کو بتا کر قانون	*Riwajon ko bata kar qanoon*
اپنی رسموں کے لیے	*Apni rasmon ke liye*
اپنی روایت کے لیے	*Apni riwayat ke liye*
اپنی شہرت کے لیے	*Apni shohrat ke liye*
دین و مذہب کو بنائے ہوئے ڈھال	*Deen o mazhab ko banaye hue dhaal*
قتل کرتے ہی چلے جاتے ہیں	*Qatal kerte he chale jate hain*
مقہوروں کو	*Maqhooron ko*
معصوموں کو	*Masoomon ko*
مجبوروں کو	*Majbooron ko*
روز ہی اِک نئی تاریخ رقم ہوتی ہے	*Roz he ek nai tareekh raqam hoti hai*
آج پھر آنکھ کھلی ہے تو میں اس سوچ میں ہوں	*Aaj phir aankh khuli hai to main is souch main hoon*
اِس نئے دن کا بدل اور کوئی چیز نہیں؟	*Is naye din ka badal or koi cheez nahi ?*

یادِ اللہ کروں، سجدہ کروں، شکر کروں
آنکھوں میں روشنی
اِک صبحِ یقیں کی رکھوں
یا اِنہیں بند کروں
تا کہ نفرت کے خرابے میں یہ کل کا سورج
پھر مری سوچ کو ناشاد نہیں کر پائے
صبحِ رفتہ کی طرح
گزرے ہوئے کل کی طرح
پھر یہ سورج مجھے برباد نہیں کر پائے

آنکھ جو کھل ہی گئی ہے تو میں اِس سوچ میں ہوں
کاش یہ آنکھ نہ کھلتی، نہ سویرا ہوتا
بس
اندھیرا ہی، اندھیرا ہی، اندھیرا ہوتا!

(۲۹ ستمبر ۲۰۰۱ء)

Yaad e Allah kroon, sajda kroon, shukr kroon
Aankhon main roshni
Ek subh -e- yaqeen ki rkhoon
Ya inhain bund karoon
Takeh nafrat ke kharabe main ye kal ka suraj
Phir meri souch ko nashad nahi ker paye
Subh e rafta ki tarha
Guzre hue kal ki tarha
Phir yeh suraj mujhe barbaad nahi ker paye

Aankh jo khul he gai hai tu main is souch main hoon
Kash ye aankh na khulti, na sawera hota
Bas
Andhera he, andhera he, andhera hota!

(Sept. 29, 2001)

o

نہ سمجھے خود ہی منزل کو تو سمجھانے کہاں جاتے
یہ دنیا اِک سرائے ہے، یہ بتلانے کہاں جاتے

Na samjhe khud he manzil ko to samjhane kahan jate
Ye dunya ek sarae hai, ye btlane kahan jate

خدا کا شکر کے محفل میں تھے دوچار بیگانے
دیے جو زخم اپنوں نے وہ دِکھلانے کہاں جاتے

Khuda ka shukr ke mehfil main the do chaar begane
Diye jo zakhm apnon ne, woh dikhlane kahan jate

نگاہوں سے عیاں سب ہوگیا، اچھا ہوا صاحب
وگرنہ بارِ دل لے کر یہ دیوانے کہاں جاتے

Nigahon se ayan sab ho gaya, achcha hua sahab
Vagarna bar-e-dil le kar ye deewane kahan jate

تمہیں محفل میں موقع بات کرنے کا کہاں ملتا
نہ ہوتے ہم جو دیوانے، تو افسانے کہاں جاتے

Tumhain mehfil me mouqa baat karne ka kahan milta
Na hote hum jo deewane, to afsane kahan jate

ہمیں دیر و حرم کا بھی سہارا گر نہیں ملتا
تو اپنی خواہشوں کو لے کے بہلانے کہاں جاتے

Hamain der o haram ka bhi sahara gar nhi milta
Tu apni khwahishon ko le ke behlane kahan jate

نہ جلوہ طور پر ہے اب، نہ ہے غارِ حرا میں اب
سرابِ زندگی کے بھید کھلوانے کہاں جاتے

Na jalwa toor par hai ab, na hai ghaar e hira main ab
Saraab-e-zindagi ke bhaid khulvane kahan jate

عدیؔل اچھا ہوا اک آئنہ خانے میں ہو ورنہ
تم اپنے آپ سے ملنے خدا جانے کہاں جاتے

Adeel achcha hua ek aaina khane main ho warna
Tum apne aap se milne khuda jane kahan jate

(۲۷ جنوری ۲۰۰۲ء)

(Jan. 27, 2002)

o

بہ اعجازِ دیر و حرم دیکھتے ہیں
جو دیکھا نہ جائے وہ ہم دیکھتے ہیں

دکھاؤ ہمیں کوئی پُر امن بستی
یہ سب کچھ تو ہم دم بہ دم دیکھتے ہیں

سنا ہے کہ محشر بپا وہ کرے گا
چلو چل کے اُس کے کرم دیکھتے ہیں

o

Ba ejaz-e-der-o-haram dekhte hain
Jo dekha na jae woh hum dekhte hain

Dikhao humain koi pur aman basti
Ye sab kuch tu hum dam ba dam dekhtey hain

Suna hai ke mehsar bapa wo kare ga
Chalo chal ke us ke karam dekhte hian

محبت سے شاید پکارے کوئی پھر
پلٹ کر بہت گھر کو ہم دیکھتے ہیں

Mohabbat se shayad pukare koi phir
Palat kar bohat ghar ko hum dekhte hain

تھا دشوار نظروں کا ہٹنا جدھر سے
ہم اب اُس طرف کم سے کم دیکھتے ہیں

Tha dushwaar nazron ka hatna jidhar se
Hum ab us taraf kam se kam dekhtey hain

دیے جا رہے ہیں ثبوتِ وفا وہ
تو لہجے کے ہم زیر و بم دیکھتے ہیں

Diye ja rahe hain suboot-e-wafa woh
Tu lehje ke hum zer-o-bam dekhte hain

بظاہر عدیلؔ اُس سے رشتے بہت ہیں
رکھے گا وہ کتنا بھرم دیکھتے ہیں

Bazahir Adeel us se rishte bohat hain
Rakhe ga woh kitna bharam dekhte hain

(۲۲ مئی ۲۰۰۲۔ برائٹن، مشی گن)

(May 22, 2002. Michigan)

PEHCHAN (JASHAN-E-AZADI)

Aaj hum jashan manate hain, kis azadi ka?

Pehli aazadi jo wirse main mili thi hum ko?

Ya woh aazadi jo ek doosri hijrat se mili?

Pehli azadi ki khatir sahab!

Unginat logon ne qurbani di

Lakhon ghar ujre

Nai basti basane ke liye

Ek pehchan banane ke liye

Ek nai nasal bachane ke liye

Aaj

Ek nisf sadi baad

Isi basti main

Jo nai nasal janam leti hai

پہچان (جشن آزادی)

آج ہم جشن مناتے ہیں کس آزادی کا؟

پہلی آزادی جو ورثے میں ملی تھی ہم کو؟

یا وہ آزادی جو اک دوسری ہجرت سے ملی؟؟

پہلی آزادی کی خاطر صاحب!

ان گنت لوگوں نے قربانی دی

لاکھوں گھر اجڑے

نئی بستی بسانے کے لیے

اک پہچان بنانے کے لیے

اک نئی نسل بچانے کے لیے

آج

اک نصف صدی بعد

اسی بستی میں

جو نئی نسل جنم لیتی ہے

اپنی رسموں کا حوالہ بن کر	*Apni rasmon ka hawala ban kar*
اپنے پرکھوں کا پتہ دیتی ہے	*Apne purkhon ka pata deti hai*
ان کی رسموں سے ملا دیتی ہے	*Un ki rasmon se mila deti hai*
آج	*Aaj*
اس بستی کا	*Us basti main*
ہے جشن نئی دنیا میں	*Hai jashan nai dunya main*
لوگ، جوق در جوق چلے آتے ہیں	*Log, jouq dar jouq chale aate hain*
اپنے بچوں کو لیے، اپنے پیاروں کو لیے	*Apne bachon ko liye, apne piyaron ko liye,*
تا کہ رسموں کی رواجوں کی ہو پہچان انہیں	*Take rasmon ki, revajon ki, ho pehchan unhain*
کہنے پائے نہ یہاں کوئی بھی انجان انہیں	*Kehne pae na yahan koi bhi anjaan unhain*
ایک ہی دن کو سہی!	*ek hi din ko sahi!*
پھر وہی ماحول ملے	*phir wohi mahoul mile*
دل ملیں یا نہ ملیں	*dil milain ya na milain*
ہاتھ سے ہاتھ ملے	*hath se hath mile*
پھر سے وہی بات چلے	*phir se wohi baat chale*
پھر وہی رنگ جمے	*phir wohi rang jame*

کہاں آ گئے ہم!

جشن ملاقات چلے
جشن جب رنگ پہ تھا
سوچ نے پہلو بدلا
سوچا
اگلی نسل جنم لے گی جب یہاں
رسم ورواج ہوں گے ہمارے بھلا کہاں
ہاتھوں میں ان کے ہوگا تو کس ملک کا نشاں
سوچا بتا سکیں گے یہ بچے کہاں کے ہیں
دنیا میں کس حوالے سے یہ جانے جائیں گے
اقدار سے کہاں کی یہ پہچانے جائیں گے؟

اب ہم حیران سے میلے میں کھڑے سوچتے ہیں
ہجرت ثانی سے کچھ شان بڑھائی اپنی
یا ہم نے
صرف پہچان گنوائی اپنی؟

(ہیوسٹن، ۱۵راگست ۲۰۰۲ء)

Jashan e mulaqat chale
Jashan jab rang pe tha
Souch ne pehloo badla
Soucha
Agli nasl janam le gi jab yahan
Rasm-o-rivaaj hon ge humare bhala kahan
Haathon main un ke ho ga tu kis mulk ka nishaan
Soucha bata sakain ge ye bachche kahan ke hain
Dunya main kis hawale se ye jane jain ge
Iqdaar se kahan ki ye pehchane jain ge?

Ab hum hairan se mele main khare souchte hain
Hijrat-e-sani se kuch shaan barhai apni
Ya hum ne
Sirf pehchan ganwai apni?

(Houstuon, Aug. 15, 2002)

دُعا

دن امن و آشتی کا منائیں گے اگلے سال
روٹھے دِلوں کو پھر سے ملائیں گے اگلے سال
بارود پر جو پیسے ہوئے خرچ اِس برس
افلاس وبھوک اُن سے مٹائیں گے اگلے سال
ہر شخص جس کو دیکھ کے سمجھے، ہے میرا گھر
کچھ اس طرح سے گھر کو سجائیں گے اگلے سال
جو ہو گیا سو ہو گیا، آؤ کریں یہ عہد
اپنے تمام وعدے نبھائیں گے اگلے سال
تم اُس سے گر ملو گے، تو ہم تم سے کیوں ملیں
ایسے تمام جھگڑے مٹائیں گے اگلے سال
خاکی کفن پہن کے جو سرحد پہ جا بسے
ہے یہ دُعا وہ لوٹ کے آئیں گے اگلے سال
اِک بار اور دیکھ لیں جی بھر کے اس طرف
ہم اپنی خواہشوں کو سلائیں گے اگلے سال
چند اور زاویوں سے پڑھیں گے ابھی اُنہیں
خط تیرے یار سارے جلائیں گے اگلے سال
اِس سال تو ہیں زخم ہرے یادوں کے عدیلؔ
کوشش یہ ہے کہ تجھ کو بھلائیں گے اگلے سال

(ہیوسٹن، ۶ ستمبر ۲۰۰۲ء)

DUA

Din aman-o-aashti ka manain ge agle saal
Rothe dilon ko phir se milain ge agle saal
Barood par jo paise hooe kharch is bars
Aflas-o-bhook un se mitain ge agle saal
Har shaks jis ko dekh ke samjhe, he mera ghar
Kuch is tarha se ghar ko sajainge agle saal
Jo ho gaya so ho gaya, aoo karen ye ehed
Apne tamam wade nibhain ge agle saal
Tum us se gar milo ge, tu hum tum se kiyon milain
Aise tamam jhagre mitain ge agle saal
Khaki kafan pehan ke jo sarha pe ja base
Hai ye dua woh lout ke aain ge agle saal
Ek baar or dekh lian jee bhar ke us taraf
Hum apni khwahishon ko sulain ge agle saal
Chand or zawioon se parhain ge abhi unhain
Khar tere yaar sare jalain ge agle saal
Is saal tu hain zakhm hare yadoon ke Adeel
Koshish ye he ke tujhe ko bhulain ge agle saal

(Houston, Sept. 6, 2002)

o

Kale badal jab umad ke aa gaye

Har taraf bus teeragi barsa gaye

Kitne aangan kar rahe the intezar

"Aaftab ubhra tu baadal chha gaye"

Har saher tareek shab main dhal gaye

Har ujale ko andhere kha gaye

Main achanak roshni main aa gaya

Or aankhon par andhere chha gaye

o

کالے بادل جب اُمڈ کے آ گئے

ہر طرف بس تیرگی برسا گئے

کتنے آنگن کر رہے تھے انتظار

"آفتاب ابھرا تو بادل چھا گئے"

ہر سحر تاریک شب میں ڈھل گئی

ہر اجالے کو اندھیرے کھا گئے

میں اچانک روشنی میں آ گیا !

اور آنکھوں پر اندھیرے چھا گئے

روشنی ، پانی ، ہوا ، ہوتے ہوئے
باغباں یہ پھول کیوں مرجھا گئے

Roshni, pani, hawa hote hooey
Baghbaan ye phool kiyoon murjha gaye

حرف حق کی زندگی کے واسطے
کل بہتر لاکھ سے ٹکرا گئے

Harf-e-Haq ki Zindagi ke waste
Kul bahattar lakh se takra gaye

سچ کی خاطر زہر کا پیالہ پیا
اور سراغ زندگی بھی پا گئے

Such ki khatir zeher ka piyala piya
Or suraagh zindagi bhi pa gaye

زندگی بھر بھول نا پائے انہیں
لمحہ بھر میں جو نظر کو بھا گئے

Zindagi bhar bhool na paae unhain
Lamhe bhar main jo nazar ko bha gaye

راستہ دریاؤں نے بدلا عدیلؔ
اور در و دیوار میرے ڈھا گئے

Raasta daryaoon ne badla Adeel
Or dar-o- deewar mere dha gaye

(ہیوسٹن، ۱۵/جولائی ۲۰۰۳ء)

(Houston, 15 July, 2003)

تنہائی

اگر تم کو میسر ہو
کبھی اِک شامِ تنہائی
اور
کوئی بیتا ہوا لمحہ
کوئی بیتی ہوئی ساعت
تمہارے سامنے پھر سے
مری تصویر لے آئے
مجھے آواز دے لینا
کہ میں
تم میں ہی رہتا ہوں!

TANHAI

Agar tum ko mayasser ho
Kabhi ek sham-e-tanhai
Or
Koi beeta houa lamha
Koi beete hoi sa'at
Tumhare saamne phir se
Meri tasveer le aye
Mujhe awaaz de lena
Ke main
Tum main he rehta hoon!

زمیں بھی عارضی، رشتے بھی جھوٹے ہیں
نظر آکاش پر ڈالو
کہ شاید
دور تک بکھرے ستارے
تمہیں بھی روشنی دے دیں
تمہیں بھی زندگی دے دیں
دماغ و دل کے گوشے میں لگانے کو
کوئی کھوئی ہوئی
تصویر ہی دے دیں
اگر تصویر سے دل کی
کبھی کچھ بات کرنی ہو
اُسے آواز دے لینا
کہ وہ بھی
اِک تمہارا عکس ہی تو ہے

کہیں ایسا نہ ہو اِک دن
کوئی گستاخ سا جھونکا

Zamee bhi aarzi, rishte bhi jhoote hain
Nazar aakash par daalo
Ke shayad
Dur tak bikhrey sitare
Tumhain bhi roshni de dain
Tumhain bhi zindagi de dain
demaagh-o-dil kr goshe main lagane ko
Koi khoi hoi
Tasveer he de dain
Agar tasveer se dil ki
Kabhi kuch baat karni ho
Ose awaaz de lena
Ke woh bhi
Ek tumhara aks he to hai

Kahin aisa na ho ek din
Koi gustakh sa jhounka

کسی بے باک لمحے میں
ستاروں سے بنی تصویر سے
پردے ہٹا ڈالے!
اگر یوں ہو تو ایسے میں
اُسے اِک نام دے دینا
اُسے آواز دے لینا

اگر آواز دینے پر
کہیں گمنام سے کچھ حرف مل جائیں
تو اُن حرفوں کو چن لینا
اُنہیں حرفوں سے تو صاحب
تمہارا نام بنتا ہے
ہمارا نام بنتا ہے!!
تم آنکھیں بند کر لینا
کہ ہاں! اس بار شاید تم، مجھے محسوس کر پاؤ!
کہ میں
تم میں ہی رہتا ہوں!!

(فروری ۲۰۰۴ء)

Kisi bebaak lamhe main
Sitaroon se bani tasveer se
Parde hata dalai
Agar youn ho to aise main
Ose ek naam de dena
Ose awaaz de lina

Agar awaaz dene par
Kahin gumnaam se kuch hurf mil jain
Tu un harfon ko chun lena
Unhin harfon se tu sahab
Tumhara naam banta hai
Humara naam banta hai
Tum aankhen band kar lena
Ke haan! is baar shayad tum, mujhe mehsoos kar pa'o
Ke main
Tum main hi rehta hoon !!

(Feb. 2004)

o

اِن عقیدوں کے، نسب کے، نام کے
'ختم ہوں جھگڑے یہ صبح و شام کے'

یہ ملوکیت، یہ سب دہشت گری
اور سب جھنڈے تلے اسلام کے

بے اثر ہیں اُن پہ سب اِسم و طلسم
وہ جو عاشق ہیں تمہارے نام کے

کیا تماشا ہے، سرِ آغاز ہی
منتظر بیٹھے ہیں سب انجام کے

زندگی بھر بس تگ و دو ہی رہی
کاش دن آجائیں اب آرام کے

کون ہے جو سچ کو اپنائے عدیلؔ
کوئی تو اُٹھے جگر کو تھام کے

(۸ر فروری ۲۰۰۴ء)

o

In aqeedon ke, nasab ke, naam ke
Khatam ho jhagre ye subh-o-sham ke

Ye malookiat, ye sab dehshat gari
Or sab jhande tale islam ke

Be asar hain un per sab ism-o-tlism
Wo jo aashiq hain tumhare naam ke

Kia tamasha hai, sar-e-aaghaaz hi
Muntazir baithe hain sab anjaam ke

Zindagi bhar bus tag-o-dou he rahi
Kaash din aajain ab aaram ke

Kon hai jo such ko apnae Adeel
Koi to uthe jigar ko tham ke

(Feb. 8, 2004)

نذرِ فیض

Nazr e Faiz

'رہِ خزاں میں تلاشِ بہار کرتے رہے'
وہ بے وفا تھا مگر ہم تو پیار کرتے رہے

'Rah-e-khizan main talash-e-bahaar karte rahai'
Wo bewafa tha magar hum to piyar karte rahai

ہے کیا تماشہ اُدھر رنجشیں ہی بڑھتی رہیں
تعلقات ہمیں اُستوار کرتے رہے

Hai kia tamasha udhar runjishain be barhti rahain
Talluqaat humain ustwar karte rahai

گزر گئی جو گھڑی، لوٹ کر نہ آئی کبھی
تلاش شام و سحر بار بار کرتے رہے

Guzar gai jo ghari lout kar na aai kabhi
Talash sham-o-saher baar baar karte rahai

تمہاری چاہ میں جتنے بھی ہم کو زخم ملے
محبتوں میں ہم اُن کا شمار کرتے رہے

تری انا پہ ہمیں اختیار ہی کب تھا
تمام عمر ترا انتظار کرتے رہے

عدیؔل گھر تو سبھی نے سجا لئے ہیں مگر
ہمیں تو شہر کے غم اشکبار کرتے ہیں

(فن پلیکس، ہیوسٹن، ۱۴/فروری ۲۰۰۴ء)

Tumhari chah main jitne bhi hum ko zakm milai
Mohabbaton main hum un ka shumaar karte rahai

Teri ana pe humain ikhteyar hi kab tha
Tamam umr tera intezar karte rahai

Adeel ghar to sabhi ne saja liye hain magar
Hamain to shar ke gham ashkbar karte rahai

(Funplex, Houston.Feb. 14, 2004)

o

محبت کی سزا پائی بہت ہے
ہمارے غم میں گیرائی بہت ہے

کھڑا میلے میں اکثر سوچتا ہوں
مرے اندر تو تنہائی بہت ہے

نہیں ہے اور کوئی صرف میں ہوں
فلک سے یہ صدا آئی بہت ہے

o

Mohabbat ki saza pai bohat hai
Humare gham main gerai bohat hai

Khara maile main aksar souchta hoon
Mere ander to tanhai bohat hai

Nahin hai or koi sirf main hoon
Falak se ye sada aai bohat hai

کما لیں شہرتیں سستی سی ہم بھی
مگر اس میں تو رسوائی بہت ہے

تصور شرط، سب کچھ سامنے ہے
نظر والوں کو بینائی بہت ہے

نہ بھر پائیں گے اب چشمِ کرم سے
کہ ان زخموں میں گہرائی بہت ہے

عدیلؔ اُس کو کہاں تم بھول پائے
بھلانے کی قسم کھائی بہت ہے

(۷؍فروری ۲۰۰۵ء)

Kama lain shohratain sasti si hum bhi
Magr is main tu ruswai bohat hai

Tasavvur shart, sab kuchh saamne hai
Nazer walon ko beenai bohat hai

Na bhar pain ge ab chashm-e-karam se
Ke in zukhmon main gehrai bohat hai

Adeel us ko kahan tum bhool paye
Bhulane ki qasam khai bohat hai

(Feb. 7, 2005)

o

Hain kisi ki aankon se ye chiragh wabsat
In ko youn bujhne se roshni nahi ho gi

Roshni dimagon ke aas pass bhi rakhye
Sirf dil jalane se roshni nahi ho gi

Haan! zaroor aain ge dekhne tamasha log
Apna ghar jalane se roshni nahi ho gi

Subh ke chiraghon main tail hi nahi hota
In ko lou dikhane se roshni nahi ho gi

Aasman roshan hai, mehr-o-mah-o-anjum se
Bhai door jane se roshni nahi hogi

Mustaqil mizaji bhi lou main chahiye har dam
Sirf jhimilane se roshni nahi ho gi

(Houston, March 2005)

o

ہیں کسی کی آنکھوں سے یہ چراغ وابستہ
اِن کو یوں بجھانے سے روشنی نہیں ہوگی

روشنی دماغوں کے آس پاس بھی رکھیے
صرف دل جلانے سے روشنی نہیں ہوگی

ہاں! ضرور آئینگے دیکھنے تماشہ لوگ
اپنا گھر جلانے سے روشنی نہیں ہوگی

صبح کے چراغوں میں تیل ہی نہیں ہوتا
اِن کو لو دکھانے سے روشنی نہیں ہوگی

آسمان روشن ہے، مہر و ماہ و انجم سے
بھائی دور جانے سے روشنی نہیں ہوگی

مستقل مزاجی بھی لو میں چاہیے ہر دم
صرف جھلملانے سے روشنی نہیں ہوگی

(ہیوسٹن۔ مارچ، ۲۰۰۵ء)

o

خالی دنیا میں گزر کیا کرتے
بِن ترے عمر بسر کیا کرتے

تو نے منزل ہی بدل دی اپنی
ہم ترے ساتھ سفر کیا کرتے

ایک ہی خوابِ جنوں کافی تھا
دیکھ کر بارِدگر کیا کرتے

اپنی ہی اُلجھنوں میں اُلجھے تھے
ہم تری زلف کو سَر کیا کرتے

o

Khaali dunya main guzar kia karte
Bin tere umr baser kia karte

Too ne manzil hi badal di apni
Hum tere saath safar kia karte

Aik hi khwabe junoo kaafi tha
Dekh kar bar-e-digar kia karte

Apni hi uljhanoo main uljhe the
Hum teri zulf ko sar kia karte

جبکہ رستے میں بکھرنا ہی تھا
باندھ کر رختِ سفر کیا کرتے

Jabke raste main bikharna hi tha
Baandh kar rukht-e-safer kia karte

جسم کا بوجھ لیے لوٹے تھے
شہر والوں کو خبر کیا کرتے

Jisam ka bojh liye loute the
Shaher walon ko khabar kia karte

جو کیا تو نے خدا جانتا ہے
ہم ترے ساتھ مگر کیا کرتے

Jo kia too ne khuda janta hai
Hum tere saath mager kia karte

خود زمیں اوڑھ لی ہم نے آخر
اور بے سمت سفر کیا کرتے

Khud zameen orh li hum ne aakhir
Or bay samt safer kia karte

(ہیوسٹن/جون، ۲۰۰۵ء)

(Houston, June 2005)

محبت کا فقیر

ایسی تنہائی کہ گھر دشت لگے

ایسا سناٹا، اگر پتہ ہلے

آنکھ بیساختہ دروازے کی جانب اٹھ جائے

کاش آجائے کوئی

پھر محبت کا سفیر

میری انجان سی چاہت کا اسیر

Mohabbat Ka Faqeer

Aisi tanhai ke ghar dasht lage

Aisa sannata, agar patta hille

Aankh be saakhta darwaaze ke samne uth jaye

Kaash aajaye koi

Phir mohabbat ka safeer

Meri anjaan si chahat ka aseer

وہ جو آ جائے اس آنگن میں ستارے آ جائیں
در و دیوار میں پھر سے اک بار
آنے والے کے مقدر کے طفیل
میری منزل، مرا گھر، میرے کنارے آ جائیں
جب بھی کم ہوشی کے عالم میں
مری آنکھ کھلے

Woh jo aajae tu is aangan main sitare ajain
Dar-e-deewaar main phir se ek baar
Aane wale ke muqaddar ke tufail
Meri manzil mera ghar, mere kinare aajain
Jab bhi kam hoshi ke aalam main
Meri aankh khule

در کی جانب اٹھے
دہلیز پہ جا کر ٹھہرے
بس یہی آس کہ جیسے
ابھی آتا ہوگا
میری جانب بھی کوئی
صرف محبت کا سفیر
میری چاہت کا اسیر

Dar ki janib uthe
Dehleez pe ja ker thahre
Bus yehi aas ke jasy
Abhi aata hoo ga
Meri janib bhi koi
Sirf mohabbat ka safeer
Meri chahat ka aseer

روز ہی سنتا ہوں
دہلیز پہ دل کی دستک

Roz hi sunta hoon
Dahleez pe dil ki dastak

اور دستک کے اُدھر
خود کو کھڑا پاتا ہوں

ایک تالاب میں
ٹھہرے ہوئے پانی کی طرح
میرا ہی عکس
اک آئینہ دکھاتا ہے مجھے
اور بتاتا ہے مجھے

میری دہلیز پہ کوئی بھی نہیں
بس میں ہوں!
ایک انجان سی چاہت کا سفیر
ایک گمنام محبت کا فقیر!!

(ہیوسٹن، اکتوبر، ۲۰۰۵ء)

Or dastak ke udher
Khud khra paata hoon

Aik taalab main
Therhe hoe paani ki terha
Mera hi aks
Ek aeena dikhata hai mujhe
Or batata hai mujhe

Meri dahleez per koi bhi nahi
Bas main hoon !
Aik anjaan si chahat ka safeer
Aik gumnaam mohabbat ka faqeer

(Houston, Oct.. 2005)

o o

نہ شہرِ علم نہ کچھ اُس کا باب ہیں ہم لوگ
کہ سطحِ علم پہ صاحب، حباب ہیں ہم لوگ

Na shaher-e-ilm na kuch us ka baab hain hum log
Ke satah-e-ilm pe sahab, habaab hain hum log

کسی بھی حال میں اوقات کو نہیں بھولے
ابوتُراب تھے مولاؑ، تُراب ہیں ہم لوگ

Kisi bhi haalat main auqaat ko nahi bhoole
Abu turab the moula, turab hain hum log

بھرے پرے وہ صحن وہ مکان چھوڑ آئے
کہاں کہ اچھے ہیں خانہ خراب ہیں ہم لوگ

Bhare pare woh sehan woh makaan chhor aye
Kahan ke achche hain khana kharab hain hum log

جواب اپنے سوالوں کے پا سکو شاید
جو ہو سکے تو پڑھو، اِک کتاب ہیں ہم لوگ

Jawab apne sawalon ke pasko shayed
Jo ho sake tu parho, ek kitaab hain hum log

سمجھ رہے ہیں تنزل کو ارتقاء کا عمل!
'جگانے آئے کوئی محوِ خواب ہیں ہم لوگ'

Samajh rahe hain tanzil ko irteqa ka amal
'Jagane aye koi mahw-e-khawab hain hum log'

بس اپنے رنگ سمیٹے بھٹک رہے ہیں عدیؔل
چمن کہاں ہے وہ جس کے گلاب ہیں ہم لوگ

Bas apne rung samete bhatak rahe hain Adeel
Chaman kahan hain woh jis ke gulaab hain hum log

(ہیوسٹن، ۱۴ر نومبر، ۲۰۰۵ء)

(Houston, Nov. 14, 2005)

Piyar Karte Raho!

Sab ki sunte raho

Piyar karte raho

Or kuch na kaho

Chahe bolain na woh

Lab ko kholain na woh

Dil alag baat hai

Apne lehje main bhi

Piyar gholain na woh

Apna jo farz hai

Is tarha ho ada

Jaise ek qarz hai

پیار کرتے رہو!

سب کی سنتے رہو

پیار کرتے رہو

اور کچھ نہ کہو

چاہے بولیں نہ وہ

لب کو کھولیں نہ وہ

دل الگ بات ہے

اپنے لہجے میں بھی

پیار گھولیں نہ وہ

اپنا جو فرض ہے

اس طرح ہو ادا

جیسے اک قرض ہے

کوئی جو کچھ کہے
اس کی سنتے رہو
پیار کرتے رہو
اور کچھ نا کہو

بے خیالی میں ہی
لب اگر کھل گئے!
اور زباں پر کبھی
کوئی سچ آ گیا!!
یوں سمجھ لو کہ پھر
سلسلے جتنے تھے
درمیاں جو بھی تھا
خواب دیکھے تھے جو
سب بکھر جائیں گے
ایسا کرنا نہیں!!
سب کی سننا مگر
تم بکھرنا نہیں

Koi jo kuch kahe
Us ki sunte raho
Piyar karte raho
Or kuch na kaho

Be khayali main hi
Lub agar khul gaye!
Or zaban per kabhi
Koi such aagya!!
Youn samajh lou ke phir
Silsile jitne the
Darmiyan jo bhi tha
Khawab daikhe the jo
Sab bikher jain ge
Aisa karna nahi !!
Sab ki sunnaa magar
Tum bikharna nahin

مسئلے سب کے سب
ہیں سفید و سیاہ
مسئلوں میں کبھی
رنگ بھرنا نہیں
دل میں گر پیار ہو
لب پہ اقرار ہو
پیار ہی پیار بس
حرفِ اظہار ہو
گر اَنا یہ کہے
دل نہ مل پائیں گے
اُس پہ مت جائیو
کھوٹی ہے یہ اَنا
اس سے کچھ نا بنا
دل کی باتیں سنو
فاصلے سے سہی
پیار کرتے رہو
اور کچھ نا کہو

Masle sab ke sab
Hain safaid woh seyah
Maslon main kabhi
Rang bharna nahi
Dil main gar piyar ho
Lab pe iqraar ho
Piyar he piyar bus
Hurf-e-izhaar ho
Gar ana ye kahe
Dil na mil paye ge
Us pe mat jaiyo
Khoti he ye ana
Us se kuch na bana
Dil ke batainn suno
Faasle se sahi
Piyar karte raho
Or kuch na kaho

راستہ ایک ہے
مدعا ایک ہے
اک ہمارا ہی کیا
ساری دنیا کا ہی
سلسلہ ایک ہے
ایک آئے تھے ہم
ایک آئے تھے تم
ایک ہے یہ سفر
بھیڑ کتنی بھی ہو
اپنی اپنی جگہ
ہر کوئی ایک ہے
نام ہیں گو جدا
پر خدا ایک ہے

بس خدا کی طرح
سب کی سنتے رہو

Rasta aik hai
Maddua aik hai
Ek humari he kia
Saari dunya ka hi
Silsila aik hai
Aik aye the hum
Aik aye the tum
Aik hai ye safar
Bheer kitni bhi ho
Apni apni jagah
Her koi aik hai
Naam hain go juda
Per kudha aik hai

Bus kudha ki tarha
Sub ki sunte raho

پیار کرتے رہو
اور کچھ نا کہو

کہنے سننے سے تو
کچھ بدلتا نہیں
رات جاتی نہیں
دن ٹھہرتا نہیں
ہونے والا ہے کیا
کچھ بھی کھلتا نہیں

وقت کم ہے بہت
اتنے کم وقت میں
جس قدر کر سکو
پیار کرتے رہو
اور کچھ نا کہو

(ہیوسٹن، دسمبر، ۲۰۰۵ء)

Piyar karte raho
Or kuch na kaho

Kehne sunne se tu
Kuch badalta nahi
Raat jati nahi
Din theherta nahi
Hone wala hai kia
Kuch bhi khulta nahi

Waqt kam hai buhat
Itne kam waqt main
Jis qadar kar sako
Piyar karte raho
Or kuch na kaho

(Houston. Dec., 2005)

O

یا خدا آئے یا آجائے مسیحا کوئی
درد جب حد سے گزر جائے دوا کیسے ہو

فکر اب تو یہی رہتی ہے مجھے شام و سحر
میں اُسے کیسے بھلادوں، وہ مرا کیسے ہو

کیسے سمجھاؤں یہ دنیا کو کہ ممکن ہی نہیں
جو مری ذات کا حصہ ہے، جدا کیسے ہو

O

Ya Khuda aaye ya aa jaye maseeha koi
Dard jab had se guzar jaye dawa kese ho

Fikr ab to yehi rahti hai mujhe sham-o-sehar
Main ose kese bhula doon, woh mera kese ho

Kese samjhaoon ye dunya ko ke mumkin he nahi
Jo mere zaat ka hissa hai, juda kese ho

ساتھ دینے کا کبھی ہم نے کیا تھا وعدہ
اب ہیں اس سوچ میں، وعدہ یہ وفا کیسے ہو

Saath dene ka kabhi hum ne kia tha wada
Ab hain is souch main, wada ye wafa kese ho

دل کو تسکین اسی سوچ سے مل جاتی ہے
وہ جو خود اپنا نہ ہو پایا، مرا کیسے ہو

Dil ko taskeen isi souch se mil jati hai
Woh jo khud apna na ho, paaya mera kese ho

مانگنا چاہتے ہیں ہم بھی بہت کچھ تجھ سے
پر ہمیں یہ نہیں آتا کہ صدا کیسے ہو

Mangna chahte hain hum bhi bohat kuch tujh se
Par humain ye nahi aata ke sada kese ho

ہاتھ پھیلائے جو بیٹھے ہو مصلّے پہ عدیؔل
حرف ہی ساتھ نہ دیں گر تو دعا کیسے ہو

Haath phalaye jo baithe ho mussle pe Adeel
Harf he saath na dain gar tu dua kese ho

(۱۷ ر اپریل، ۲۰۰۵ء)
(ہیوسٹن سے کراچی جاتے ہوئے)

(17 - April, 2005)
(On the way from Houston to Karachi)

O

گھر عطا کر، مکاں سے کیا حاصل
صرف وہم و گماں سے کیا حاصل

بے یقینی ہی بے یقینی ہے!
اس زمین و زماں سے کیا حاصل

سوچ آگے بڑھے تو بات بنے
صرفِ عمرِ رواں سے کیا حاصل

O

Ghar ata kar, makan se kia hasil
Sirf wehm-o-gumaan se kia hasil

Be yaqeeni hi be yaqeeni hai!
Is zameen-o-zaman se kia hasil

Souch age barhe to baat bane
Sirf umr-e-rawan se kia hasil

دل بھی آسودہ چاہیے ورنہ
دولتِ بیکراں سے کیا حاصل

ایک چہرہ ہے کائنات مری!
صورتِ دیگراں سے کیا حاصل

جب خوشی روح کی نہ ساتھ رہی
راحتِ جسم و جاں سے کیا حاصل

دل میں جب جنس آرزو ہی نہیں
صرف خالی دُکاں سے کیا حاصل

اپنے اعمال کو بھی بدلو عدیلؔ
صرف آہ و فغاں سے کیا حاصل

(ہیوسٹن، جون، ۲۰۰۵ء)

Dil bhi asoodha chahiye warna
Dolat-e-bekraan se kia hasil

Aik chehra hai kaeynaat mare!
Soorat-e-digaran se kia hasil

Jub khooshi rooh ki na sath rahi
Raahat-e-jism-o-jaan se kia hasil

Dil main jab jins-e-aarzoo he nahi
Sirf khali dukaan se kia hasil

Apne a'amaal ko bhe badlo Adeel
Sirf aah-o-fughan se kia hasil

(Houston, June 2005)

ہم جیے سایۂ دُعا میں عدیلؔ
زندگی کی امان میں کب تھے

Hum jiye saya-e-dua main Adeel

Zindagi ki amaan main kab they

(ہیوسٹن، جولائی، ۲۰۰۵ء)

(Houston, July 2005)

O

یہ زمینی بھی ہے زمانی بھی
فطرتِ عشق آسمانی بھی

شرط ہے جاں سے جایئے پہلے
ہے عجب عمرِ جاودانی بھی

تم نے جو داستاں سنائی ہے
ہے وہی تو مری کہانی بھی

O

Ye zameeni bhi hai zamaann bhi
Fitrat - e- ishq aasmaani bhi

Shart hai jaan se jaiye pehle
Hai ajab umr-e-javedani bhi

Tum ne jo daastan sunai hai
Hai wohi tu meri kahani bhi

کتنے دلچسپ لگنے لگتے ہیں!
میرے قصے تری زبانی بھی

ہیں ضروری بہت ہمارے لیے
یہ فضا، آگ اور پانی بھی

ہوگئی ختم اِک کرن کے ساتھ
'رات بھی، نیند بھی، کہانی بھی'

مت اُنہیں جانیے در و دیوار
اُن میں یادیں ہیں کچھ سہانی بھی

اِن دِواروں پہ ہی ہوئی تحریر
میرے ماں باپ کی جوانی بھی

Kitne dilchasp lagne lagte hain!
Mere kisse teri zabaani bhi

Hain zaroori bohat humare liye
Ye fiza, aag or paani bhi

Ho gai khatam ek kiran ke sath
'Raat bhi, neend bhi, kahani bhi'

Mat unhain janye dar-o-deewar
Un main yadain hain kuch suhani bhi

In deewaron pe he hoi tehreer
Mere maa baap ki jawani bhi

ہم جو گھر چھوڑ کر چلے آئے
تھے وہ اجداد کی نشانی بھی

لامکاں ہی کا ذکرِ خیر عدیلؔ
گو ہیں قصے بہت مکانی بھی

(ہیوسٹن، جولائی ۲۰۰۵ء)

Hum jo ghar chor kar chale aye
The woh ajdaad ki nishani bhi

La mkan he ka zikr-e-khair Adeel
Go hain kisse bohat makani bhi

(Houston, July 2005)

O

غم انا اور آن کے کب تھے؟
ہم بڑے خاندان کے کب تھے

کُھل گئے جو بلندیوں کی طرف
پر وہ اونچی اُڑان کے کب تھے

ہم سفر میرا ناخدا کب تھا
پٹ کھلے بادبان کے کب تھے

O

Gham ana or aan ke kab they?
Hum bare khandaan ke kub they

Khul gaye jo bulandion ki tarf
Per woh oonchi uraan ke kab they

Hum safar mera nakhuda kab tha
Pat khule badban ke kab they

جا بسے اُس جہان میں جو لوگ
لوگ وہ اُس جہان کے کب تھے

Ja base us jahan main jo log
Log woh us jahan ke kub they

خاک تھے خاک ہو گئے صاحب
ہم بھلا آسمان کے کب تھے

Khaak the khaak ho gaye sahab
Hum bhala aasman ke kub they

جن سے خطرہ تھا زندگی کو مری
تیر یہ اُس کمان کے کب تھے!

Jin se khatra tha zindagi ko meri
Teer ye us kamaan ke kab they!

بے سبب دار پر گئے جو عدیلؔ
وہ کسی داستان کے کب تھے

Be sabab daar par gaye jo Adeel
Woh kisi dastan ke kab they

(ہیوسٹن، ستمبر ۲۰۰۵ء)

(Houston, Sept. 2005)

O

تو جو چاہے بھی تو صیاد نہیں ہونے کے
لب ہمارے لبِ فریاد نہیں ہونے کے

اُس کے کوچہ میں میاں خاک اُڑاتے کیوں ہو
تم سے مجنوں تو اُسے یاد نہیں ہونے کے

کوئی اچھی بھی خبر کان میں آئے یارب
ایسی خبروں سے تو دل شاد نہیں ہونے کے

تو رہے ہم سے خفا کتنا ہی چاہے لیکن
ہم مگر تجھ سے تو ناشاد نہیں ہونے کے

O

Tu jo chahe bhi to sayad nahi hone ke
Lab humare lub-e-faryaad nahi hone ke

Us ke cooche main mian khaak urate kiyon ho
Tum se majnon tu ose yaad nahi hone ke

Koi achchi bhi khaber kaan main aaye yaarab
Aisi khabron se tu dil shaad nahi hone ke

Tu rahe hum se khafa kitna he chahe laikin
Hum magar tujh se tu nashaad nahi hone ke

کارِ دنیا کو ہیں درکار ہماری عمریں!
کارِ دنیا سے تو آزاد نہیں ہونے کے

Kaar-e-dunya ko hain darkaar hamari umrain!
Kaar-e-dunya se tu aazad nahi hone ke

اَن گنت جاگتے چہرے گئے مٹی کے تلے
اب نئے ظلم تو ایجاد نہیں ہونے کے!

Unginat jaagte chehre gaye mati ke tale
Ab naye zulm to ejaad nahi hone ke!

تا قیامت وہی اِک نام رہے گا آباد!
ہم کبھی مستقل آباد نہیں ہونے کے

Ta qayamat wohi ek naam rahe ga abaad!
Hum kabhi mustaqil abaad nahi hone ke

خاک ہو جائیں گے یہ تو ہے مقدر اپنا
ہم مگر وہ ہیں کہ برباد نہیں ہونے کے

Khaak ho jain ge ye to hai muqadder apna
Hum magar woh hain ke barbaad nahi hone ke

چاہے نمرود ہو، فرعون ہو یا کہ ہو یزید
صاحبِ شجرہ و اولاد نہیں ہونے کے

Chahe Namrood ho, Firoun ho ya ke ho yazeed
Sahab-e-shijra-o-aulad nahi hone ke

(ہیوسٹن، ۱۴/اکتوبر، ۲۰۰۵ء)

(Houston, 14 Oct. 2005)

O

حریفِ جاں کی طرف داریاں تو ہونی ہیں
سیاستوں میں ریاکاریاں تو ہونی ہیں

شیعانِ حق کی طرف آؤ پر خیال رہے
کہ اس طرف ذرا دشواریاں تو ہونی ہیں

جو وقت جتنا گزر جائے ساتھ بہتر ہے
پھر ایک دن میاں تنہائیاں تو ہونی ہیں

O

Hareef-e-jaan ki tarafdarian to honi hain
Siasaton main riakarian to honi hain

Shia'an-e-haq ki taraf aao par khayal rahey
Ke us taraf zara dushwarian to honi hain

Jo waqt jitna guzar jaye saath behter hai
Phir aik din mian tanhaiyan to honi hain

کہاں آ گئے ہم!

ہم اپنی صحبتیں، رسم و رواج چھوڑ آئے
دیارِ غیر ہے، گستاخیاں تو ہونی ہیں

Hum apni suhbatain, rasm-o-riwaaj chhor aye
Dayar-e-ghair hai, gustakhiyan to honi hain

کسی پہ تبصرہ کیسا، تم اپنے چاک سیو
کرو گے ایسا تو رسوائیاں تو ہونی ہیں

Kisi pe tabsera kesa, tum apne chaak sio
Karo ge aisa tu ruswaiyan to honi hain

یہاں پہ دعوۂ دانائی کس کو ہے صاحب
ہم آدمی ہیں تو نادانیاں تو ہونی ہیں

Yahan pe dawa-e-danaai kis ko hai sahab
Hum aadmi hain tu naadaniyan to honi hain

نیا زمانہ، نئے لوگ ہیں نئی تہذیب
پرانے لوگوں کو حیرانیاں تو ہونی ہیں

Naya zamana, naye log hain nai tehzeeb
Purane logon ko hairaniyan to honi hain

ہم آ گئے ہیں گلستانِ رنگ و بو میں عدیلؔ
ہمارے ساتھ یہ گل کاریاں تو ہونی ہیں

Hum aa gye hain gulistan-e-rang-o-boo main Adeel
Humare saath ye gull kariyan to honi hain

(دسمبر، ۲۰۰۵ء)

(Dec. 2005)

O

دِلوں کی بات تو بھگوان، کہہ نہیں سکتے
عجب بنائے ہیں انسان، کہہ نہیں سکتے

جو اپنے گھر میں نہ اپنا لباس پہن سکے
بنے گا جد کی وہ پہچان، کہہ نہیں سکتے

عجب بہار کا عالم ہے میری بستی میں
ہے خاکدان یا گلدان، کہہ نہیں سکتے

O

Dilon ki baat to bhagwaan keh nahi sakte
Ajab banaye hain insaan keh nahi sakte

Jo apne ghar main na apna libaas pahn sake
Bane ga jad ki woh pehchan keh nahi sakte

Ajab bahaar ka aalam hai meri basti main
Hai khakdaan ya guldaan keh nahi sakte

Kahen qasida ke noha kahen pa kese kahain
Hai aisa lafz ka fuqdaan keh nahi sakte

Badalte rang zamane ke dekh kar sahab
Hum aaj kitne hain hairaan keh nahi sakte

Ajab rang-e-falak hai ajeeb khamoushi
Kidhar se aye ga toofan keh nahi sakte

Bohat udaas bazahir yahan hain sab chehre
Dilon me kitni hai muskaan keh nahi sakte

Adeel fun ki mahaarat ko us ki mante hain
Magar woh kitna hai insaan keh nahi sakte

(Jan., 2006)

کہیں قصیدہ کہ نوحہ کہیں، پہ کیسے کہیں
ہے ایسا لفظ کا فقدان، کہہ نہیں سکتے

بدلتے رنگ زمانے کے دیکھ کر صاحب
ہم آج کتنے ہیں حیران، کہہ نہیں سکتے

عجیب رنگِ فلک ہے، عجیب خاموشی
کدھر سے آئے گا طوفان، کہہ نہیں سکتے

بہت اداس بظاہر یہاں ہیں سب چہرے
دِلوں میں کتنی ہے مسکان، کہہ نہیں سکتے

عدیلؔ فن کی مہارت کو اُس کی مانتے ہیں
مگر وہ کتنا ہے انسان، کہہ نہیں سکتے

(جنوری، ۲۰۰۶ء)

O

راہ میں کوئی بھی دیوار نہیں ہو سکتا
تجھ سے ملنا مرا دشوار نہیں ہو سکتا

جو تمنا لیے ہم جیتے رہے آج تلک
اُس تمنا ہی کا اظہار نہیں ہو سکتا

جس میں ہمت نہیں حالات بدل دینے کی
وہ ترے خوابوں کا معمار نہیں ہو سکتا

O

Raah main koi bhi deewar nahi ho sakta
Tujh se milna mera dushwaar nahi ho sakta

Jo tamanna liye hum jeete rahai aaj talak
Us tamanna hi ka izhaar nahi ho sakta

Jis main himmat nahi halaat badal dene ki
Woh tere khawabon ka maymaar nahi ho sakta

Us ki tu aik bhi surkhi main nahi khoon ka rang
Ye mere shehar ka akhbaar nahi ho sakta

Ab ke khalwat ho mayassar tu bataain tum ko
Youn sar-e-bazm tu iqrar nahi ho sakta

Jhoot chhup jaye chhupane se ye mumkin hai magar
Such se bhai kabhi inkaar nahi ho sakta

Paas jo bhi hai wohi nazar karo barh ke Adeel
Raah-e-haq main deya bekaar nahi ho sakta

(May, 2006)

اِس کی تو ایک بھی سرخی میں نہیں خون کا رنگ
یہ مرے شہر کا اخبار نہیں ہو سکتا

اب کے خلوت ہو میسر تو بتائیں تم کو
یوں سرِ بزم تو اقرار نہیں ہو سکتا

جھوٹ چھپ جائے چھپانے سے یہ ممکن ہے مگر
سچ سے بھائی کبھی انکار نہیں ہو سکتا

پاس جو بھی ہے وہی نذر کرو بڑھ کے عدیلؔ
راہِ حق میں دیا بے کار نہیں ہو سکتا

(مئی، ۲۰۰۶ء)

Nazr-e-Mustafa Zaidi

نذرِ مصطفےٰ زیدی

O

Sehra-o-dasht-o-sro-o-saman ka shareek tha
Woh dard ki dawa, dukhan ka shaerek tha

Woh kia samajh sake ga mere ishq ka muqaam
Jo rooh ke safar main badan ka shaerek tha

Dekhi na hum ne jis ki jabeen per kabhi shikan
Woh dil ki aik aik chubhan ka shaerek tha

O

صحرا و دشت و سرو و سمن کا شریک تھا
وہ درد کی دوا تھا، دُکھن کا شریک تھا

وہ کیا سمجھ سکے گا مرے عشق کا مقام
جو روح کے سفر میں بدن کا شریک تھا

دیکھی نہ ہم نے جس کی جبیں پر کبھی شکن
وہ دل کی ایک ایک چبھن کا شریک تھا

اِک لمحے کو وہ آیا تصور میں تو لگا
جیسے وہ سارے دن کی تھکن کا شریک تھا

Ek lamhe ko woh aya tasawwur main to laga
Jese woh sare din ki thakan ka shaerek tha

خاموشیوں سے آج ہیں ہم محوِ گفتگو!
وہ ساتھ ہی نہیں جو سخن کا شریک تھا

Khamoshion se aaj hain hum mehv-e-guftagoo!
Woh saath he nahi jo sukhan ka shaerek tha

اللہ اُس چراغ کو روشن رکھے سدا!
جو تیرگی میں پہلی کرن کا شریک تھا

Allah us chiraagh ko roshan rakhe sada!
Jo tairgi main pehli kiran ka shareek tha

سیراب کر گیا کسی آنگن کو جو عدیلؔ
وہ میری پیاس، میری گھٹن کا شریک تھا

Seraab ker gaya kisi aangan ko jo Adeel
Woh meri piyaas, meri ghutan ka shaerek tha

(ہیوسٹن، ۲۹؍جون، ۲۰۰۶ء)

(Houston, 29 - June, 2006)

خیال

Khayal

محبتوں کی نفی کے ثمر لگیں جن پر
میں اُن خیالوں کو نسلوں میں بو نہیں سکتا

Mohabbaton ki nafee ke samer lagain jin par
Main un khayalon ko naslon main bo nahi sakta

ہنسی لبوں پہ سجا سکتا ہے خوشی کے بغیر
بغیر غم کے کوئی شخص رو نہیں سکتا

Hansee labon pe saja sakta hey khoshi k bager
Bager gham k koi shaks ro nahi sakta

(اگست، ۲۰۰۶ء)

(August, 2006)

○

چلی ہے چھوڑ کر تو کیوں بہارِ گلستاں مجھ کو
'خدا جانے کہاں لے جائے اب بادِ خزاں مجھ کو'

Chali hai chhor kar to kiyou'n bahaar-e-gulista'n mujh ko
"Khuda jaane kaha'n le jaae ab baad-e-Khiza'n mujh ko"

کوئی لشکر نہ سچائی کو پسپا کر سکا اب تک
بھلا روکیں گے کیسے پھر ترے تیر و سناں مجھ کو

Koi lashkar na sachaai ko paspa kar saka ab tak
Bhala rokaingey kaise phir tere teer-o-sana'n mujh ko

جلا دوں گا حصولِ منزلِ مقصود کی خاطر
جلانی پڑ گئیں گر ساری اپنی کشتیاں مجھ کو

Jala doonga husool -e - maqsood ki khaatir
Jalaani par gaeen gar saari apni kashtiya'n mujh ko

نا شمعِ انجمن میں ہوں نا پروانوں کا میلہ ہے
کہاں تھا میں کہاں لے آئی ہے عمرِ رواں مجھ کو

Na sham'a-e-anjuman main hoo'n na parwano'n ka mela hai
Kaha'n tha main kaha'n le aai hai umr-e-rawa'n mujh ko

مجھے گھر کے چراغوں نے جلا کر راکھ کر ڈالا
جلانے آ رہی ہیں دور سے کیوں بجلیاں مجھ کو

Mujhe ghar ke charagho'n ne jala kar raakh kar Dala
Jalaane aarahi hain dur se kiyou'n bijliya'n mujh ko

سنا تھا سب بھلا بیٹھے عدیلؔ دل شکستہ کو
نہ جانے آ رہی ہیں شام سے کیوں ہچکیاں مجھ کو
(مصحفیؔ کی زمین میں)

Suna tha sab bhula baithay Adeel Dil-e-shikasta ko
Na jaane aarahi hain shaam se kiyou hichkiya'n mujh ko
(Musahfi ki Zameen main)

۲۰ر اکتوبر ۲۰۰۸ء

(20th - Oct, 2008)

O O

راہ سنسان راہبر خاموش	*Raah sunsaan raahbar Khamosh*
کیا سبب، کس لئے سفر خاموش	*Kya sabab, kis liye safar Khamosh*
اِک زمانہ کہ بولتا تھا فلک	*Ik zamaana ke bolta tha falak*
اِک زمانے سے ہے مگر خاموش	*Ik zamaane se hai magar Khamosh*
جن کی ہیبت کی گونج تھی ہر سو	*Jin ki haibat ki goonj thi har su*
آج وہ لوگ کس قدر خاموش	*Aaj woh loug kis qadar Khamosh*

جو بھی ماں کی زباں سے دور ہوئے
ہیں وہی لوگ در بدر خاموش

بے خبر لوگ ہوں تو شکوہ نہیں
حیف صد حیف با خبر خاموش

زندگی کا نشاں سخن ہے عدیلؔ
اس جہاں سے نہ تو گزر خاموش

(۴ ؍ فروری، ۲۰۰۹)

Jo bhi Maa'n ki zabaa'n se dour huwe
Hain wohi loug dar badar Khamoush

Be khabar loug ho'n tu shikwah nahi
Haif sad haif baa khabar Khamoush

Zindagi ka nisha'n sukhan hai Adeel
Is jaha'n se na tu guzar Khamoush

(4-Feb., 2009)

O

ہجر قسمت میں تھا وصال نہ تھا
حال دل کا کبھی بحال نہ تھا

کھوئی پہچان اور ملال نہ تھا
اس سے بڑھ کر کوئی زوال نہ تھا

ایسے بھی دیکھے ہم نے دن جنکا
خواب میں بھی کبھی خیال نہ تھا

O

Hijr qismat main tha wisaal na tha
Haal dil ka kabhi bahaal na tha

Khoi pehchaan or malaal na tha
Is se barh kar koi zawaal na tha

Aise bhi dekhe hum ne din jinka
Khawaab main bhi kabhi khayaal na tha

اپنے ہونے کا ہم نے پوچھا جواز
اس سے بہتر کوئی سوال نہ تھا

Apne hone ka hum ne poochha jawaaz
Is se behtar koi sawaal na tha

حالِ دل بس کہ یہ تھا تیرے بغیر
حال ایسا کہ کوئی حال نہ تھا

Haal-e-Dil bas ke ye tha tere baghair
Haal aisa ke koi Haal na tha

آج جیسا ہے چار سو صاحب
پہلے اپنوں کا ایسا کال نہ تھا

Aaj jesa hai chaar su Saahib
Pehle apno'n ka aisa kaal na tha

کچھ زیادہ تھے روزگار کے غم
یوں نہیں کہ ترا خیال نہ تھا

Kuchh zayaada they rozgaar ke gham
You'n nahin ke tera khayaal na tha

سب ہنر تھے عطائے ربّانی
ان میں اپنا کوئی کمال نہ تھا

Sab hunar they Ata-e-Rabbaani
Un main apna koi kamaal na tha

اپنی اپنی تھی فکر سب کو عدیلؔ
اور کسی کو مرا خیال نہ تھا
(۲۰ اکتوبر ۲۰۰۸ء)

Apni apni thi fikr sab ko Adeel
Or kisi ko mera khayaal na tha
(20 - Oct, 2008)

باقی باتیں ---

Baaqi baatain ----

Kaash!

Zindagi bhar isi gumaan main hum

Bas tere saath saath chalte rahai

Kaash tujh ko khayal-e-qurbat ho

Kia khabar

Tujh ko bhi mohabbat ho!

(Houston. Jan., 2007)

کاش!

زندگی بھر اسی گمان میں ہم
بس ترے ساتھ ساتھ چلتے رہے
کاش تجھ کو خیالِ قربت ہو
کیا خبر
تجھ کو بھی محبت ہو!

(ہیوسٹن، جنوری، ۲۰۰۷ء)

Aansoo

Gham ka koi bhi manzar

Jab ba faiz-e-beenai

Roh main utarta hua

Dil talak pohanchta hai

Tab kahain pohanchti hai

Aankh tak nami dil ki

Jis ki khushk aankhon ko

Ye nami nahi haasil

Us ke paas sub kuch hai

Sirf hai kami dil ki!

(Houston, March. 2007)

آنسو

غم کا کوئی بھی منظر
جب بہ فیضِ بینائی
روح میں اُترتا ہوا
دل تلک پہنچتا ہے
تب کہیں پہنچتی ہے
آنکھ تک نمی دل کی

جس کی خشک آنکھوں کو
یہ نمی نہیں حاصل
اُس کے پاس سب کچھ ہے
صرف ہے کمی دل کی!

(ہیوسٹن، مارچ، ۲۰۰۷ء)

بس لمحے بھر میں فیصلہ کرنا پڑا مجھے
سب چھوڑ چھاڑ گھر سے نکلنا پڑا مجھے

Bus lamhai bhar main faisla karna para mujhe
Sub chhor chhar ghar se nikalna para mujhe

جب اپنی سر زمین نے مجھ کو نہ دی پناہ
انجان وادیوں میں اُترنا پڑا مجھے

Jab apni sar zameen ne mujh ko na di panah
Anjaan vaadion main utarna para mujhe

پاؤں میں آبلے تھے تھکن عمر بھر کی تھی
رُکنا تھا، بیٹھنا تھا، پہ چلنا پڑا مجھے

Paoon main aable the thakan umar bhar ki thi
Rukna tha, bethna tha, pa chalna para mujhe

اپنی پرکھ کے واسطے طوفاں کے درمیاں
مضبوط کشتیوں سے اُترنا پڑا مجھے

Apni parakh ke waste toofan ke darmiyan
Mazboot kashtion se uterna para mujhe

Tari ana ke haath main the tere faisle	تیری اَنا کے ہاتھ میں تھے تیرے فیصلے
Tu, to badal na paya, badslna para mujhe	تو، تو بدل نہ پایا، بدلنا پڑا مجھے
Be inteha tazaad tha donon ke souch main	بے انتہا تضاد تھا دونوں کی سوچ میں
Kuch yuon bhi raaste ko badalna para mujhe	کچھ یوں بھی راستے کو بدلنا پڑا مجھے
Ye bhi hoa ke badil-e-nakawasta kabhi	یہ بھی ہوا کہ بادلِ ناخواستہ کبھی
Zinda haqiqaton se mukarna para mujhe	زندہ حقیقتوں سے مُکرنا پڑا مجھے
Yakja raha ek umar magar teri deed ko	یکجا رہا اِک عمر مگر تیری دید کو
Maanind musht-e-khaak bikharna para mujhe	مانند مُشتِ خاک بکھرنا پڑا مجھے
Aaghaz apne bas main na anjaam hi Adeel	آغاز اپنے بس میں نہ انجام ہی عدیؔل
Ek zindagi guzaar ke marna para mujhey	اِک زندگی گزار کے مرنا پڑا مجھے

(Houston, Oct. 2007)

(ہیوسٹن، اکتوبر ۲۰۰۷ء)

O

ہم نے تھاما یقیں کو گماں چھوڑ کر	*Hum ne thama yaqeen ko guma chhor kar*
اِک طرف ہو گئے درمیاں چھوڑ کر	*Ek taraf ho gaye darmiyan chor kar*
دل نہ مانا جئیں کہکشاں چھوڑ کر	*Dil na mana jeain kehkashan chhor kar*
جا کے بستے کہاں خانداں چھوڑ کر	*Ja ke baste kahan khandan chhor kar*
اپنا گھر چھوڑ کر بستیاں چھوڑ کر	*Apna ghar chhor kar bastian chhor kar*
بے اماں ہو گئے ہم اماں چھوڑ کر	*Be amman ho gaye hum aman chhor kar*

سو گئے بیچ میں داستاں چھوڑ کر
ہم الگ ہو گئے کارواں چھوڑ کر

So gaye beach main dastan chhor kar
Hum alag ho gaye karwan chhor kar

کیسے ناداں تھے ہم سب کہاں آ گئے
اپنے آبا ؤ جد کے مکاں چھوڑ کر

Kese nadan the hum sab kahan aagaye
Apne aaba-o-jad ke makan chhor kar

ساتھ چلتے رہے یہ نہ سوچا کبھی
کون جائے گا کس کو کہاں چھوڑ کر

Sath chalte rahey ye na soucha kabhi
Kon jaye ga kis ko kahan chhor kar

آج بھی منتظر ہم وہیں ہیں ترے
کل گیا تھا ہمیں تو جہاں چھوڑ کر

Aaj bhi muntazir hum wahin hain tere
Kal gaya tha hain too jahan chhor kar

راہ اپنی نکالی تو منزل ملی
ہم چلے جادۂ رہبراں چھوڑ کر

Raah apni nikale tu manzil mili
Hum chale jadah-e-rahbaraan chhor kar

ہے یہ معلوم گر جسم و جاں سے گئے
سب چلے جائیں گے مہرباں چھوڑ کر

Hai ye maloom gar jism-o-jaan se gaye
Sab chale jaain ge mehrban chhor kar

گر تمہاری تمنا ہے دائم رہو
جاؤ ذہنوں میں روشن نشاں چھوڑ کر

تم تو تنہا ہوئے جیتے جی ہی عدیلؔ
لوگ جاتے ہیں تنہا جہاں چھوڑ کر

(ہیوسٹن، ۷؍دسمبر، ۲۰۰۷ء)

Gar tumhari tamanna hai daim raho
Jao zehnon main roshan nishan chhor kar

Tum to tanha hoye jetey jee hi Adeel
Log jatey hain tanha jahan chhor kar

(Houston, Dec. -. 7, 2007)

عدیؔل ماں کی جگہ کوئی ہو نہیں سکتا

Adeel maan ki jaga koi ho nahin sakta

دل کی دھڑکن کو سنا غور سے کل رات عدیؔل
جس کو میں ڈھونڈتا رہتا ہوں بسا ہے مجھ میں
(ستمبر۲/۲۰۰۶)

Dil ki dharkan ko suna ghour se kal raat Adeel

Jis ko main dhondta rehta hoon basa hai mujh main

(Sept.. - 2, 2006)

امی جان

Ammi Jaan

میں اِس سے قیمتی شے کوئی کھو نہیں سکتا
عدیؔل ماں کی جگہ کوئی ہو نہیں سکتا

Main is se qeemti shay koi kho nahi sakta
AdÏeel maan ki jag'ha koi ho nahi sakta

مرے خدا یہاں درکار ہے مسیحائی!
لہو کو آدمی اشکوں سے دھو نہیں سکتا

Mere khuda yahan darkaar hai maseehai!
Lahoo ko aadmi ashkon se dho nahi sakta

یہ اور بات ہے ہو جائے معجزہ کوئی!
یہ غم خوشی میں بدل جائے ہو نہیں سکتا

Ye or baat hai ho jaye mo'jeza koi!
Ye gham khoshi main badal jaye ho nahi sakta

ذرا یہ جان نکل جائے تو ملیں گے ضرور
کہ زندگی میں تو اب ایسا ہو نہیں سکتا

تری دُعائیں ہمیشہ رہیں گی ساتھ مگر
میں تیری گود میں سر رکھ کے سو نہیں سکتا

خدا کا شکر کہ واقف ہے حالِ دل سے تو
حروف میں تو ترا غم سمو نہیں سکتا

جدا جو ہو گئے تسبیحِ روز و شب سے عدیؔل
میں زندگی میں وہ دانے پرو نہیں سکتا

(اگست،۲۰۰۶ء)

Zara ye jaan nikal jaye to milain ge zaroor
Ke zindagi main to ab aisa ho nahi sakta

Teri duain hamesha rahain gi saath magar
Main tari gaud main sar rakh ke so nahi sakta

Khuda ka shukr ke waqif hai haal-e-dil se too
Haroof main tu tera gham samo nahi sakta

Juda jo ho gaye tasbeh-e-roz-o-shab se Ādeel
Main zindagi main woh dane pro nahi sakta

(Aug., 2006)

o o

Hum, Ammi Aur Tanhai

ہم، امی اور تنہائی

Ronaqain ghar main rahain bas usi awaaz ke sath
Go thin takleef main lekin rahain ejaz ke sath

رونقیں گھر میں رہیں بس اُسی آواز کے ساتھ
گو تھیں تکلیف میں لیکن رہیں اعجاز کے ساتھ

Be gharz milti rahain maan ki duain har dam
Log awaaz bhi dete nahi awaaz ke sath

بے غرض ملتی رہیں ماں کی دُعائیں ہر دَم
لوگ آواز بھی دیتے نہیں آواز کے ساتھ

Waqt-e-rukhsat bari rounaq thi, so aaya ye khayal
Kon ayega yahan ab mari parwaz ke sath?

وقتِ رخصت بڑی رونق تھی، سو آیا یہ خیال
کون آئے گا یہاں اب مری پرواز کے ساتھ؟

گھر کہاں گھر رہا تنہائی ہے، دیواریں ہیں	*Ghar kahan ghar rha tanhai hai, deewarain hain*
ہم نہ جی پائیں گے ایسے نئے انداز کے ساتھ	*Hum na jee paye ge esey naye andaz ke sath*
سارے کاموں کے لیے ماں کی نصیحت یہ تھی	*Sare kaamon ke liye maan ki nasihat ye thi*
فکرِ انجام ہمیشہ رہے آغاز کے ساتھ	*Fikr-e-anjaam hamesha rahe aghaaz ke sath*
نت نئے پہلو تھے اُس ذات کے ہر روز عدیؔل	*Nit naye pehloo the us zaat ke har roz Adeel*
جیسے نغمات چھپے رہتے ہیں ہر ساز کے ساتھ	*Jaise naghmat chupe rahte hain har saaz ke sath*

(ہیوسٹن، نومبر، ۲۰۰۶ء)

(Houston, Nov. 2006)

Shaayad

(Ammi Ki Jaanib Se)

Waqt-e-rukhsat chashm-o-abro ke ishare dekhna
Hum bhanvor ke darmiyan hain tum kinare dekhna

Us ki peshani pe chalte waqt ye tehreer tha
Mil sakain ge ab na hum jese sahare dekhna

Zindagi main jab tumhain tanhai se milna pare
Aakhri din kis tarha hum ne guzare dekhna

Waqt-e-mushkil jab pukaro tum madad ke waste
Kitne is dunya main hain baqi tumhare dekhna

Dekhne ke waste jab kuch na reh jaye Adeel
Bas hamari tarha se tum bhi sitaare dekhna

(Nov. 26, 2006)

شاید

(امی کی جانب سے)

وقتِ رخصت چشم و ابرو کے اشارے دیکھنا
ہم بھنور کے درمیاں ہیں، تم کنارے دیکھنا

اُس کی پیشانی پہ چلتے وقت یہ تحریر تھا
مل سکیں گے اب نہ ہم جیسے سہارے دیکھنا

زندگی میں جب تمہیں تنہائی سے ملنا پڑے
آخری دن کس طرح ہم نے گزارے دیکھنا

وقتِ مشکل جب پکارو تم مدد کے واسطے
کتنے اِس دنیا میں ہیں باقی تمہارے دیکھنا

دیکھنے کے واسطے جب کچھ نہ رہ جائے عدیؔل
بس ہماری طرح سے تم بھی ستارے دیکھنا

(۲۶ر نومبر ۲۰۰۶ء)

(امی جی)

(Ammi jee)

تو مجھ سے دور چلی جائے عین ممکن ہے
مگر وہ عکس جو میری نظر میں رہتا ہے!

Tu mujh se door chali jaye a'in mumkin hai
Magar woh aks jo meri nazar main rehta hai!

O

تیری خوشبو کے ساتھ آج عدیؔل
پھر سے لوٹ آئی میری بینائی

Teri khushboo ke sath aaj Adeel
Phir se laut aai meri beenai

(دسمبر ۲۰۰۶ء)

(Dec. 2006)

انتخابِ کلام

عدیؔل نمبر

(ماہنامہ سخنور کراچی)

مارچ ۲۰۰۵ء

Intekhab-e-Kalaam

ADEEL NUMBER

Monthly SUKHANWAR Karachi

(March 2005)

Juda Ho Gaya Woh

جدا ہو گیا وہ

Ek din achanak bara hogaya woh
Juda ho gaya woh
Chale the jahan se
Wahin aa gaye hum
Buhat ronaqain theen
Buhat sari khushyan
Achanak
Khamoshi ka ghalba ye kaisa?
Kahan aa gaye hum?
Naya mor hai zindagi ka ye shayed
Ya ek bar phir se
Ye tareekh apne ko dohra rahe hai!?

اِک دن اچانک بڑا ہو گیا وہ
جدا ہو گیا وہ
چلے تھے جہاں سے
وہیں آ گئے ہم
بہت رونقیں تھیں
بہت ساری خوشیاں
اچانک
خموشی کا غلبہ یہ کیسا؟
کہاں آ گئے ہم؟
نیا موڑ ہے زندگی کا یہ شاید
یا اِک بار پھر سے
یہ تاریخ اپنے کو دہرا رہی ہے!؟

O O

سچ بولنے کے واسطے انعام بھی چلے
سب کام چل رہے ہیں تو یہ کام بھی چلے

Such bolne ke waste inaam bhi chale
Sub kaam chal rahe hain to ye kaam bhi chale

ہو میرؔ کی زمین میں اقبالؔ کا پیام
گر ہو ملاپ ایسا تو پیغام بھی چلے

Ho Meer ki zameen main Iqbal ka payam
Gar ho milaap aisa to paigham bhi chale

کوشش ضرور شرط ہے پر اس کے بعد تو
'سب کام اُس کو سونپ جو کچھ کام بھی چلے'

Koshish zaroor shart hai per is ke baad tu
'Sub kaam us ko sonp jo kuch kaam bhi chale'

اُن پر خدا کی رحمتیں نازل ہوئیں ضرور
راہِ خدا میں لوگ جو دوگام بھی چلے

Un per khuda ki rehmatain nazil hoin zaroor
Rah-e-khuda main log jo do gaam bhi chale

اُس کا بلاوا آنے کی بس دیر تھی میاں
کیا نام والے، صاحبو گمنام بھی چلے

Us ka bulawa aane ki bas dair thi mian
Kia naam wale, sahebon gumnaam bhi chale

ارزاں رہی وہ شے جو فراہم رہی یہاں
مقدار میں کمی ہو تو کچھ دام بھی چلے

Arzaan rahi woh shay jo farahum rahi yahan
Miqdaar main kami ho to kuch daam bhi chale

اولاد سے چلے نہ چلے اِس لیے عدیلؔ
محوِ سخن ہوں تا کہ مرا نام بھی چلے

Aulad se chale na chale is liye Adeel
Mehv-e-sukhan hon ta ke mera naam bhi chale

o o

خود میں اِک طوفان تھے، مدوجزر کے لوگ تھے
کیا کہیں پُرکھے ہمارے کس جگر کے لوگ تھے

Khud main ek toofan tha, maddojazr ke log the
Kia kahain purkhe humare kis jigar ke log the

اُس طرف تھے باکمال و باہنر سارے میاں
اِس طرف تو بس فقط اِک دو ہنر کے لوگ تھے

Us taraf the baakamal -o- ba hunar sare miyan
Is taraf to bus faqat ek do hunar ke log the

بات ہے آسان کرنی، کام ہے مشکل جہاد
جان سے جو بھی گئے جان و جگر کے لوگ تھے

Baat hai aasman karni, kaam hai mushkil jehad
Jaan se jo bhi gaye jan-o-jigar ke log the

۱۔ اس لفظ کو ضرورتِ شعری کے تحت 'بالفتح' باندھا گیا ہے۔

جو رہے اونچی اڑانوں میں فلک تا بہ فلک
ایک دن آیا کہ وہ بے بال و پر کے لوگ تھے

Jo rahe oonchi uranon main falak tabah falak
Aik din aaya ke wo be baal-o-per ke log the

وقت کیا بدلا کہ سب رستے بدل کر چل دیے
جانے میرے یار بھی کیسی ڈگر کے لوگ تھے

Waqt kia badla ke sub raste badal kar chal diye
Jane mare yaar bhi kesi dagar ke log the

ایک بھی میدان میں ٹھہرا نہ وقتِ امتحاں
کہنے سننے کو بہت وہ کرّ و فر کے لوگ تھے!

Ek bhi maidan main thehra na waqt-e-imtehan
Kehne sonne ko bohat wo karr-o-wafar ke log the

سرد کرنے شعلوں کو کل شہر آیا تھا عدیلؔ
جو ہوا دیتے رہے اپنے ہی گھر کے لوگ تھے

Sard karne sholo ko kal shehar aaya tha Adeel
Jo hawa dete rahay apne hi ghar ke log the

○ جزر ۔ اس لفظ کو ضرورتِ شعری کے تحت 'بالفتح' باندھا گیا ہے۔

Nazr -e- Meer

Harf-e-shikwah tu ja'n se uathta hai
Nala kab aasma se uathta hai

Mujh main kia deh raha hai roz -o- shab
Shor sa jisim -o- ja'n se uathta hai

Dil tu jal bujh chuka tha pehle he
"Ye dhuwa sa kaha se auttha hai"

نذرِ میرؔ

حرفِ شکوہ تو جاں سے اٹھتا ہے
نالہ کب آسماں سے اٹھتا ہے

مجھ میں کیا ڈھ رہا ہے روز و شب
شور سا جسم و جاں سے اٹھتا ہے

دل تو جل بجھ چکا تھا پہلے ہی
'یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے'

کل جو مرکز تھا میری آنکھوں کا
آج وہ درمیاں سے اٹھتا ہے

Kal jo markaz tha meri aankho ka
Aaj woh darmiya se uthta hai

دیکھیے جا کے اب کہاں ٹھہریں
دل ہمارا یہاں سے اٹھتا ہے

Dekhiye ja ke ab kaha thehre
Dil humara yaha se uthta hai

سوگیا جو عدم کی نیند عدیلؔ
کب وہ آہ و فغاں سے اٹھتا ہے

Sogaya jo adam ki neend Adeel
Kab wo aah -o- fughan se uthta hai

O

'دل عجب شہر ہے خیالوں کا'
صرف فقدان ہے اجالوں کا

کس لیے جستجوئے روز و شب
کیوں ہے انبار یہ سوالوں کا

کیسے کیجیے کہ آج باقی ہیں
چند لمحے، حساب سالوں کا

O

"Dil ajab shehar hai khayalo'n ka"
Sirf fuqdaan hai ujalo'n ka

Kis liye justuju ro z-o- shab
Kiyun hai anbaar ye sawalo'n ka

Kese kijiye ke aaj baqi hai
Chand lamhe , hisaab saalo'n ka

تھا زمانہ کہ دل کی گلیوں میں
ایک تانتا تھا آنے والوں کا

اب وہی دل بہ فیضِ تنہائی
اک مکاں مکڑیوں کے جالوں کا

کوئی بتلائے کہ بدل کیا ہے
ماں کے ہاتھوں بنے نوالوں کا

چپ نہ رہیے کہ قتل ہوتا ہے
بے گناہوں کا، نونہالوں کا

تم لکھو داستانِ شاہِ عدیلؔ
حال ہی کیا ہے خستہ حالوں کا

Tha zamana ke dil ki galyo main
Ek taanta tha aane walo'n ka

Ab wohi dil ba faiz tanhai
Ek maka'n makrion ke jalo'n ka

Koi batlae ke badal kia hai
Maa'n ke hathon bane niwalo'n ka

Chup na rahiye ke qatal hota hai
Be gunahon ka , nonehalo'n ka

Tum likho daastan-e-shah Adeel
Haal hi kia hai khasta haalo'n ka

نذرِ جونؔ ایلیا

Nazr -e- Jon Ailya

اور کیا رہ گیا ہے ہونے کو
'جی بہت چاہتا ہے رونے کو'

وہ زمانہ، کہ صرف نام تیرا
تھا بہت آنکھ کے بھگونے کو

خود ہی اپنا جواز ڈھونڈتے ہیں
روئیں کیا ہم ترے نہ ہونے کو

Or kia reh gaya hai hone ko
"Ji bohat chahta hai rone ko"

Wo zamana, ke sirf naam tera
Tha bohat aankh ke bhigone ko

Khud hi apna jawaz dhoondte hain
Roain kia hum tere na hone ko

اپنی تسبیح میں نہیں باقی
ایک آنسو بھی اب پرونے کو

Apni tasbih main nahi baqi
Aik aansoo bhi ab pirone ko

نفرتیں خوں میں بو چکے بھائی
باقی اب کیا بچا ہے بونے کو

Nafratain khoo main bo chuke bhai
Baaqi ab kia bacha hay bone ko

اس قدر تیرگی سے نفرت ہے
جی نہیں چاہتا ہے سونے کو

Is qadar tergi se nafrat hai
Ji nahi chahta hai sone ko

جب بھی تیرا خیال آتا ہے
’جی بہت چاہتا ہے رونے کو‘

Jab bhi tera khayal aata hai
"Ji bohat chahta hai rone ko"

O

خدا ہی جانے کہ کیا آسماں کا موسم ہے
جہاں پہ ہم ہیں وہاں امتحاں کا موسم ہے

یہ دھوپ اور یہ بادل کہاں ٹھہرتے ہیں
کبھی یہاں کا رہا، اب وہاں کا موسم ہے

ہر اک طرف سے خبر آ رہی ہے جانے کی
یہ چل چلاؤ کا موسم، کہاں کا موسم ہے

O

Khuda hi jane ke kia aasma ka mosam hai
Jaha pe hum hai waha imteha ka mosam hai

Ye dhoop or ye baadal kaha theherte hai
Kabhi yaha ka raha, ab waha ka mosam hai

Har ik taraf se khabar aarahi hai jane ki
Ye chal chalao ka mosam, kaha ka mosam hai

Chalo ke hum bhi usi sarzami ke hojayen	چلو کے ہم بھی اُسی سرزمیں کے ہوجائیں
Humari mitti main shamil jaha ka mosam hai	ہماری مٹی میں شامل جہاں کا موسم ہے
Main mehv-e-khaab tha jis waqt aaya ye pegham	میں محوِ خواب تھا جس وقت آیا یہ پیغام
Jo dil pe guzri hai us ke bayan ka mosam hai	جودل پہ گزری ہے اُس کے بیاں کا موسم ہے
Ragon ko torti purwaiyan si chalti hai	رگوں کو توڑتی پُروائیاں سی چلتی ہیں
Ajeeb aaj mere jism -o- jaa ka mosam hai	عجیب آج مرے جسم و جاں کا موسم ہے
Zara se bojh se daali na toot jaye Adeel	ذرا سے بوجھ سے ڈالی نہ ٹوٹ جائے عدیلؔ
Bahar khatam hoi -- , ab khiza ka mosam hai	بہار ختم ہوئی ---، اب خزاں کا موسم ہے

نذرِ اقبالؔ

Nazr -e- Iqbal

تو لامکاں ہے، پہ رکھنا ہمیں مکینوں میں
اے آسماں، ہمیں رہنے دے زمینوں میں

Tu laamaka'n hai, pa rakhna humain makinon main
Ay aasman, humain rehne de zamino main

تم اُن کو کاٹو، تراشو، کوئی بھی دے دو رنگ
رکھا ہے کیا میاں پتھر کے ان نگینوں میں

Tum in ko kato, tarasho, koi bhi dedo rang
Rakha hai kia miya pather ke kay in naginon main

ہے آج تشنہ لبی، ہم کبھی رہے سیراب
سو اپنی پیاس سجاتے ہیں آبگینوں میں

Hai aaj tashna labi, hum kabhi rahai seraab
So apni piyas sajate hain aabgino main

ہے اُن میں آج بھی زرخیزی اور شادابی	*Hai un main aaj bhi zarkhaizi or shaadabi*
بزرگ لکھتے رہے شعر جن زمینوں میں	*Buzrug likhte rahai sher jin zamino main*
بصارتوں کو جگاؤ، عمل کرو، ورنہ	*Basarto ko jagao, amal karo, warna*
شمار ہونے لگے گا تماش بینوں میں	*Shumaar honai lage ga tamash bino main*
جہاں پہنچ کے نہ پہچان پاؤ اپنوں کو	*Jaha pohunch ke na pahchaan pao apno ko*
خسارہ ہوگا ترقی کے ایسے زینوں میں	*Khasara hoga tarqqi ke aise zino main*
بہت سنبھل کے کرو تبصرہ کسی پہ عدیؔل	*Bohat sambhal ke karo tabsera kisi pe Adeel*
تمھارا نام نہ آجائے عیب بینوں میں!	*Tumhara naam na aajaye aib bino main!*

O O

Jis tarha chahiye kab kaar-e-wafa hota hai	جس طرح چاہیے کب کارِ وفا ہوتا ہے
Haq muhabbat ka kaha hum say ada hota hai	حق محبت کا کہاں ہم سے ادا ہوتا ہے
Ham bohat chahte hain aman-o-muhabbat har su	ہم بہت چاہتے ہیں امن و محبت ہر سو
Wohi hota hai jo manzoor-e-khuda hota hai	وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے
Mushkilon main bhi buzrugon ka wazifa ye tha	مشکلوں میں بھی بزرگوں کا وظیفہ یہ تھا
Achhe kaamon ka tu achha he sila hota hai	اچھے کاموں کا تو اچھا ہی صلہ ہوتا ہے

Fitratan saaz main aawaz kaha hoti hai	فطرتاً ساز میں آواز کہاں ہوتی ہے
'Ik zara chheriye, phir dikhiye kia hota hai	'اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہے'
Koi majboori utha deti hai diwaar-e-ana	کوئی مجبوری اُٹھا دیتی ہے دیوارِ انا
Apni marzi se bhala kon bura hota hai	اپنی مرضی سے بھلا کون برا ہوتا ہے
Har wo insaan ke jo da'awat-e-haq deta ho	ہر وہ انسان کہ جو دعوتِ حق دیتا ہو
Na sahi qibla magar qibla numa hota hai	نہ سہی قبلہ مگر قبلہ نما ہوتا ہے

نذرِ جگرؔ
Nazr -e- Jigar

گھٹن ضرور بڑھی، درد میں کمی نہ ہوئی
گھٹائیں اٹھیں مگر آنکھ میں نمی نہ ہوئی

Ghutan zaroor barhi, dard main kami na hoi
Ghataen uthi magar aankh main nami na hoi

جو تیرے دور میں گزری تری عنایت سے
کسی کی ہو تو ہو، اپنی تو زندگی نہ ہوئی

Jo tere dour main guzri teri inayat se
Kisi ki ho to ho, apni to zindagi na hoi

اُسی کی باتیں، اُسی کا خیال تھا اور اب
ہماری بات ہی کیا ہے، ہوئی ہوئی، نہ ہوئی

Usi ki batain, usi ka khayal tha or ab
Humari baat he kia hai, hoi hoi, na hoi

کئی چراغ سے چہرے جلے بجھے لیکن
'ترے بغیر کبھی گھر میں روشنی نہ ہوئی'

Kai charag se chahre jale bjhe lekin
"Tere baghair kabhi ghar may roshni na hoi"

متاع و مال کے ہوتے بھی آج چہروں پر
جو پہلے تھی کبھی وہ تو شگفتگی نہ ہوئی

Mata'a-o-maal ke hote bhi aaj chehron par
Jo pehle thi kabhi wo to shaguftagi na hoi

میں جانتا ہوں تجھے بھی لگاؤ ہے مجھ سے
پہ جیسی ہے مری حالت کبھی تری نہ ہوئی

Main janta hoon tujhe bhi lagao hai mujh se
Pa jesi hai meri haalat kabhi teri na hoi

وہ ایک شاخِ محبت جو تیرے نام کی تھی
ترے فراق میں مرجھائی تو ہری نہ ہوئی

Wo aik shakh-e-muhabbat jo tere naam ki thi
Tere firaq main murjhai to hari na hoi

ہے واسطہ مرا ایسے قبیل سے کہ جہاں
چراغ بجھ گئے پر دل میں تیرگی نہ ہوئی

Hai waste mera aise qabeel se ke jaha
Charag bujh gaye par dil main tergi na hoi

عدیلؔ چاہا تھا جن کو، بچھڑ گئے وہ سب
تمام یادیں ہیں باقی، کوئی کمی نہ ہوئی

Adeel chaha tha jin ko, bichargaye wo sab
Tamaam yadain hain baqi , koi kami na hoi

مجموعۂ کلام

'چلتے چلتے'

سے

انتخاب

Majmu'a -e- Kalaam

'CHALTE CHALTE'

Se

Intikhab

خاکِ حرم

سرابِ جاں کو جہاں کی چمک سمجھتے رہے
وہ روح میں تھا جسے جسم تک سمجھتے رہے

پتہ چلا کہ وہ خاکِ حرم کی خوشبو تھی
ہم اُس کو سجدہ میں گل کی مہک سمجھتے رہے

عجب تھی کیفیتِ جاں طواف کے دوراں
ہم اپنے آپ کو جِنّ و مَلَک سمجھتے رہے

خدا کو ڈھونڈنے کا کب ہمیں خیال آیا
ہم اپنی ذات کو اُس کی جھلک سمجھتے رہے

عجیب وقت گزارا خدا کے گھر میں عدیلؔ
زمیں تھی زیرِ قدم، ہم فلک سمجھتے رہے

(نومبر، ۱۹۹۹ء)

Khak -e- Haram

Sarab-e-jan ko jaha ki chamak samajhte rahai
Wo rooh main tha jise jism tak samajhte rahai

Pata chala ke wo khak-e-haram ki khushboo thi
Hum us ko sajde main gull ki mahak samajhte rahai

Ajab thi kefiyat-e-jaa'n tawaf ke doraa'n
Hum apne aap ko jinn-o-malak samajhte rahai

Khuda ko dhondne ka kab humain khayal aya
Hum apni zaat ko us ki jhalak samajhte rahai

Ajeeb waqt guzara khuda ke ghar main Adeel
Zameen thi zer-e-qadam, hum falak samajhte rahai

(November, 1999)

کسے چھپاتے بھلا کس کو رُوبرو کرتے
ہزاروں زخم تھے کس کس کو ہم رفو کرتے

Kise chupate bhala kis ko roobaroo karte
Hazaron zakhm the kis kis ko hum rafo karte

ہم ایک پل میں پگھل جاتے موم ہو جاتے
ذرا جو ملنے کی وہ ہم سے جستجو کرتے

Hum aik pal main pighal jate moum ho jate
Zara jo milne ki wo hum se justejo karte

اُنہیں جواب میں ملتیں محبتیں کتنی
محبتوں کے جو چرچے وہ چار سو کرتے

Unhain jawab main miltein muhabbatain kitni
Muhabbaton ke jo charche wo chaar soo karte

کسی کی آنکھ ہمارے لیے جو نم ہوتی
ہم اپنے دل کو سبھی کے لیے لہو کرتے

Kisi ki aankh humare liye jo nam hoti
Hum apnay dil ko sabhi ke liye lahoo karte

ہمارے دل کا جو احوال جانتا یہ فلک
ہمارے اشکوں سے رضوان بھی وضو کرتے

Humare dil ka jo ahwaal janta ye falak
Humare ashkon se rizwan bhi wazoo karte

جہاں سے جنگ و جدل رفتہ رفتہ مٹ جاتے
ذرا سلیقے سے جو لوگ گفتگو کرتے

Jaha se jang-o-jadal rafta rafta mit jate
Zara saliqe se jo loug guftogoo karte

جو عدل ہوتا تو دنیا سے دل لگاتے عدیؔل
جہاں میں لوگ نہ مرنے کی آرزو کرتے

Jo adal hota to dunya se dil lagate Adeel
Jaha main loug na marne ki aarzo karte

O

گناہگارِ جہاں ہوں، رعائتیں کیسی
مرے خدا ہیں یہ مجھ پر عنائتیں کیسی

محبتوں میں ملی ہیں کثافتیں کیسی
جُڑی ہیں نام سے میرے حکایتیں کیسی

اُڑی تھی خاک جہاں سے وہیں پہ جانا ہے
سفر کہاں کا میاں اور مسافتیں کیسی

O

Gunahgar-e-jaha'n hoon riayatain kesi
Mere khuda hain ye mujh par enayatain kesi

Muhabbaton main mili hain kasafatain kesi
Juri hain naam se mere hikayatain kesi

Uri thi khak jaha se wahin pe jana hai
Safar kaha ka miya or musafatain kesi

کہاں کا بیج لگا تھا، ثمر یہ کیسا ہے	*Kaha ka beej laga tha, samar ye kesa hai*
محبتوں کے شجر پر عداوتیں کیسی	*Muhabaton ke shajar per adawatain kesi*
جلاؤ شمعِ محبت دِلوں میں گھر کر لو	*Jalao shama-e-muhabbat dilon main ghar kar lo*
بزرگ چھوڑ گئے ہیں کہاوتیں کیسی	*Buzrug chhor gaye hain kahawatain kesi*
بڑا ثواب ہے دینا خوشی بھی پل بھر کی	*Bara sawab hai dena khushi bhi pal bhar ki*
کسی کے دل کو دُکھا کر عبادتیں کیسی	*Kisi ke dil ko dukha kar ibadatain kesi*
بزرگ پاس نہیں آج تو خیال آیا	*Buzrug paas nahin aaj to khayal aaya*
ہمیں تھیں گھر میں میسر سعادتیں کیسی	*Humain theen ghar main mayassar sa'adatain kesi*
تھے آسماں پہ تو کتنا سکوں زمیں پہ تھا	*The aasma pe to kitna sakoo zami pe tha*
ہمارے ساتھ میں اُتریں قیامتیں کیسی	*Hamare saath main utreen qayamatain kesi*
وہ جن کے واسطے ہم اپنی جاں پہ کھیل گئے	*Wo jin ke waste hum apni jaa pe khail gaye*
وہ ہم سے کھیل رہے ہیں سیاستیں کیسی	*Wo hum se khail rahai hain siyasatain kesi*

ہے آرتی کا دِیا، اِس سے اور کام نہ لو
کسی کے گھر کو جلا کر عبادتیں کیسی

Hai aarti ka dia, us se or kaam na lo
Kisi ke ghar ko jala kar ebadatain kesi

کسی کی بات نہ مانو یہ آئینہ دیکھو
خود اپنے آپ سے یارو عداوتیں کیسی

Kisi ki baat na mano ye aaeena dekho
Khud apne aap se yaro edawatain kesi

عزیزِ جاں جنہیں رکھا وہ دشمنِ جاں ہیں
ہمارے حصہ میں آئیں رفاقتیں کیسی

Aziz jaa jinhain rakha wo dushman-e-jaa hain
Humare hisse main aaee rafaqatain kesi

ہماری روشنی تم کو گراں گزرتی تھی
جو آج بجھ گئے ہم تو شکایتیں کیسی

Humari roshni tum ko giraa guzarti thi
Jo aaj bujh gaye hum to shikayatain kesi

عجیب طور ہیں دنیا کے اب عدیلؔ اُٹھو
یہ دورِ کم نظراں ہے وضاحتیں کیسی

Ajeeb tour hain dunya ke ab Adeel utho
Ye dour-e-kam nazraa hai wazahatain kesi

خواب اور حقیقت

Khwab Or Haqiqat

مجھے اچانک نظر وہ آئی!
میں چپ رہا پر
کچھ اس طرح سے
مرے پریشاں سوال ابھرے
تمام سوئے خیال ابھرے
تڑپتی جانوں کو لے کے جیسے
کسی مچھیرے کا جال اُبھرے

Mujhe achaanak nazar wo aai !
Main chup raha per
Kuchh is tarha se
Mere pareshan sawaal ubhre
Tamam soye khayal ubhre
Tarapti jaano ko lay ke jese
Kisi machere ka jaal ubhre

سمجھ نہ آیا کہ کیا کروں میں
قدم بڑھاؤں کہ ٹھہر جاؤں
جو چند لمحوں میں یاد آیا
اُسے سناؤں کہ لوٹ جاؤں
رہوں سلامت کہ ٹوٹ جاؤں

Samajh na aaya ke kia karoon main
Qadam barhaoon ke theher jaoon
Jo chand lamhon main yaad aaya
Usay sonao ke lout jaoon
Rahoon salamat ke toot jaoon

عجیب عالم تھا جسم و جاں کا
قدم نہ اٹھتے تھے شل بدن تھا
گماں یقیں تھا
وہ پل قرن تھا
خیال آیا اسے بتاؤں
کہ میں وہی ہوں
کہ جس پہ تم مہرباں کبھی تھے
خیال آیا اسے جتاؤں
محبتوں کے، رفاقتوں کے وہ عہد و پیماں
ہاں میں نے چاہا اسے پکاروں
قدم بڑھانا ہی چاہتا تھا
مگر اچانک وہ پھول بچہ
جو ریت سے گھر بنا رہا تھا
پکار اُٹھا
میں کب سے یہ گھر بنا رہا ہوں
مگر سمندر کو کیسے روکوں
کہ میرے گھر یہ گرا رہا ہے

Ajeeb aalam tha jism -o- jaa ka
Qadam na uthte the shal badan tha
Gumaa'n yaqee'n tha
Wo pal qurn tha
Khayal aaya usay bataoon
Ke main wohi hoon
Ke jis pe tum meherba'n kabhi the
Khayal aaya usay jataoon
Muhabbaton ke, rafaqaton ke wo ehd-o-pemaa
Haa'n main ne chaha usay pukaroon
Qadam barhana he chahta tha
Magar achank wo phool bachcha
Jo rait se ghar bana raha tha
Pukaar utha
Main kab se ye ghar bana raha hoon
Magar samandar ko kese rokoon
Ke mere ghar ye gira raha hai

مجھے یہ بے حد ستا رہا ہے
یہ میرے خوابوں کے سب گھروندوں کو
ڈھا رہا ہے، بہا رہا ہے
'میں تھک گیا ہوں، تھکی ہو تم بھی
چلو نہ ماں اب چلو یہاں سے
ہمارا گھر ہی ہے سب سے اچھا'
میں سن رہا تھا تمام باتیں
پسینہ ماتھے سے بہہ رہا تھا
تھا روشنی میں پہ گہہ رہا تھا
میں تھا سلامت کہ ڈھہ رہا تھا
عجیب عالم تھا جسم و جاں کا
قدم نہ اٹھتے تھے شل بدن تھا
یقیں گماں تھا
وہ پل قرن تھا
جو آج صحرا ہے کل چمن تھا
اسی تذبذب میں تھا ابھی میں
کہ

Mujhe ye behad sata raha hai
Ye mere khwabon ke sab gharondon ko
Dha raha hai, baha raha hai
'Main thak gaya hoon , thaki ho tum bhi
Chalo na maa'n ab chalo yaha se
Hamara ghar he hai sab se achha'
Main sun raha tha tamam batain
Paseena mathe se beh raha tha
Tha roshni main pa geh raha tha
Main tha salamat ke dah raha tha
Ajeeb aalam tha jism -o- jaa ka
Qadam na uthte the shal badan tha
Yaqee'n gumaa'n tha
Wo pal qurn tha
Jo aaj sehra hai kal chaman tha
Isi tazabzub main tha abhi main
Ke

Mere mathe ko nanhe haathon ne youn hilaya	میرے ماتھے کو ننھے ہاتھوں نے یوں ہلایا
Ke jese mujh ko jaga rahay hon	کہ جیسے مجھ کو جگا رہے ہوں
Palat ke dekha	پلٹ کے دیکھا
To meri beti sirhane bethi	تو میری بیٹی سرہانے بیٹھی
Mera kandha hila rahi thi	میرا کاندھا ہلا رہی تھی
Main so raha tha	میں سو رہا تھا
Wo dihre dihre jaga rahi thi	وہ دھیرے دھیرے جگا رہی تھی
Hai kia haqiqat batarahi thi	ہے کیا حقیقت بتا رہی تھی

(16 - May, 1994) — (۱۶ / مئی ، ۱۹۹۴ء)

Phool Bachche

پھول بچّے

(Mexico ke bachcho ke naam)

(میکسکو کے بچوں کے نام)

Sazaye aadam ke lakhon barson ke baad bhi	سزائے آدم کے لاکھوں برسوں کے بعد بھی
Us ke phool bachchay	اُس کے پھول بچے
Galazaton ke hain darmiya'n kiyun	غلاظتوں کے ہیں درمیاں کیوں
Jehalaton ke hain darmiya'n kiyun	جہالتوں کے ہیں درمیاں کیوں
Ajab manzar meri nazar se guzar rahay hain	عجب منظر مری نظر سے گزر رہے ہیں
Main kese likhoon jo main ne dekha	میں کیسے لکھوں جو میں نے دیکھا
Kinare raston ke kitne bachche	کنارے رستوں کے کتنے بچّے
Sajaye bethain hain jo dokanain	سجائے بیٹھے ہیں جو دکانیں

انہیں کوئی مکتبوں میں لے جا کے
آ گہی کا سبق پڑھائے
انہیں بتائے کہ زندگی کیا ہے کیا نہیں ہے
میں کیسے لکھوں جو میں نے دیکھا

یہ موٹروں کا ہجومِ پیہم
دھوئیں کے بادل میں پھول بچے
سڑک پر پل کر بڑے ہوئے ہیں
ضرورتوں میں گڑے ہوئے ہیں
میں کیسے لکھوں جو میں نے دیکھا

یہ پھول بچے
دِکھا کے کرتب یوں دیکھتے ہیں
کہ جیسے ہم سب سے پوچھتے ہوں
کہ ہم میں تم میں یہ فرق کیوں ہے؟
ہمارا دل بھی ہے سب کے جیسا
مگر ہمارے غریب دل کو ہے آس اتنی
کہ آنے والی ہے اب جو موٹر

Unhain koi maktabon main le ja ke
Aagahi ka sabaq parhaye
Unhain bataye ke zindagi kia hai kia nahi hai
Main kese likhoon jo main ne dekha

Ye motron ka hajoom-e-peham
Dhooein ke baadal main phool bachche
Sarak per pal kar bare huwe hain
Zarooraton main gare howe hain
Main kese likhoon jo main ne dekha

Ye phool bachche
Dikha ke kartab youn dekhte hain
Ke jese hum sab se poochte hon
Ke hum main tum main ye farq kiyoun hai?
Humara dil bhi hai sab ke jesa
Magar humare ghareeb dil ko hai aas itni
Ke aane waali hai ab jo motor

وہیں سے شاید ملے گا پیسہ!
میں کیسے لکھوں
کہ ایسے لاکھوں یتیم بچّے
سڑک پہ سوئیں، سڑک پہ جاگیں
طلب میں پیسے کی دوڑیں بھاگیں
مگر اُسے یہ کبھی نہ پائیں
میں کیسے لکھوں
کہ اِن کی قسمت سراب سی ہے
سمجھ سکو تو سمجھ لو صاحب
یہ پھول بچّے
سوالی آنکھوں سے کہہ رہے ہیں
یہ دعوتِ فکر دے رہے ہیں
تمہاری کی نظریں پہنچ سکیں تو
جو اُن کے چہروں کو پڑھ سکیں تو
اَٹے ہوئے گرد گرد چہرے
لگیں گے تم کو بہت سنہرے
سنو جو تم سن سکو تو بھائی

Wahin se shayad mile ga paisa !!
Main kese likhoon
Ke aise lakhon yateem bachche
Sarak pe soain, sarak pe jagain
Talab main paise ki dorain bhagain
Magar usay ye kabhi na paye
Main kese likhoon
Ke in ki qismat sraab si hai
Samajh sako to samajh lo sahab
Ye phool bachche
Sawali aankhon se keh rahai hain
Ye dawat -e- fikar de rahai hain
Tumhari ki nazrain puhanch sakain to
Jo un ke chehron ko parh sakain to
Ate howe gard gard chehre
Lagain ge tum ko bohat sonhere
Sono jo tum sun sako tu bhai

یہ پھول چہرے، یہ پھول بچّے
صدائیں رستوں سے دے رہے ہیں
یہ آج ہم سب سے کہہ رہے ہیں
جو دیکھ پاؤ تو ہم کو دیکھو
ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈالو
بس اِک نظر تم جو دیکھ پاؤ
ہمارے دل میں جو جھانک پاؤ
ہمارے چہرے بھلے لگیں گے
میں کیسے لکھوں جو میں نے دیکھا
ہزار چہروں کی داستانیں
ہزار پہروں سے منتظر ہیں
سوالی چہرے یہ پوچھتے ہیں
خدائے برحق
ترے ترازو کے دونوں پلڑے
کب اُن کے حق کے نقیب ہونگے
معاشرے کے یہ دو کنارے
مرے خدا کب قریب ہوں گے!

(۲ دسمبر، ۱۹۹۴ء)

Ye phool chehre, ye phool bachchay
Sadain raston se de rahai hain
Ye aaj hum sab se keh rahai hain
Jo dekh pao tu hum ko dekho
Humari aankhon main aankhen daalo
Bas ik nazar tum jo dekh pao
Humare dil main jo jhank pao
Humare chehre bhale lagain ge
Main kese likhoon jo main ne dekha
Hazaar chehron ki dastanain
Hazaar pehron se muntazir hain
Sawaali chehre ye puchte hain
Khudaye barhaq
Tere tarazoo ke dono palre
Kab un ke haq ke naqeeb honge
Mua'ashre ke ye do kinare
Mere Khuda kab qareeb honge !

(2 - December, 1994)

○ ○

سحر میں رفتگاں کے ہم بھی ہیں
اور کچھ دن یہاں کے ہم بھی ہیں

یہ الگ بات تم نہ پڑھ پاؤ
ورنہ اس داستاں کے ہم بھی ہیں

یہ نہ سمجھو تمہی اکیلے ہو
منتظر دوستاں کے ہم بھی ہیں

سر اُٹھا کے چلے تو یاد آیا
بس میں عمرِ رواں کے ہم بھی ہیں

Sahar main raftagaa'n ke hum bhi hain
Or kuch din yaha ke hum bhi hain

Ye alag baat tum na parh pao
Warna is dastaa'n ke hum bhi hain

Ye na samjho tumhi akele ho
Muntazir dostaa'n ke hum bhi hain

Sar utha ke chale to yaad aaya
Bas main umr-e-rawaa'n ke hum bhi hain

راہ پر اختلاف کے با وصف
ساتھ اس کارواں کے ہم بھی ہیں

Rah per ikhtelaaf ke ba wasaf
Saath is kaarwa'n ke hum bhi hain

اس توقع میں وہ نوازے گا
در پہ اک مہرباں کے ہم بھی ہیں

Is tawaqqo main wo nawaze ga
Dar pe ek meharba'n ke hum bhi hain

وہ بھی کم کم زمیں پہ آتا ہے
اور کچھ آسماں کے ہم بھی ہیں

Wo bhi kam kam zami pe aata hai
Or kuch aasma ke hum bhi hain

جس میں صدیوں کی دفن ہے تاریخ
اُسی ہندوستاں کے ہم بھی ہیں

Jis main sadyon ki dafan hai tareekh
Usi hindosta'n ke hum bhi hain

نہیں گردش میں صرف تارے ہی
ساتھ اِس کہکشاں کے ہم بھی ہیں

Nahin gardish main sirf tare hi
Sath is kehkasha'n ke hum bhi hain

(۳۱/ جنوری، ۱۹۹۵ء)

(31 - January, 1995)

O

بزم میں تیرے نہ ہونے کا سوال آیا بہت
تو نہیں تھا آج تو تیرا خیال آیا بہت

دیکھتے ہی دیکھتے شاہوں کی شاہی چھن گئی
با کمالوں پر زمانے میں زوال آیا بہت

جہل کے سائے میں گہری نیند میں سوتا رہا
ہاں اذاں دینے کو مسجد میں بلال آیا بہت

O

Bazm main tere na hone ka sawaal aaya bohat
Too nahin tha aaj tu tera khayal aaya bohat

Dekhte he dekhte shahon ki shahi chhin gai
Ba kamaalon per zamane main zawaal aaya bohat

Jehel ke saaye main gehri neend main sota raha
Haan azaa dene ko masjid main bilal aaya bohat

سایۂ آسیب ہے مت جانا تم چوتھی طرف
اُس طرف جو بھی گیا، واپس نڈھال آیا بہت

Saya-e-aaseb hai mat jana tum chouthi taraf
Us taraf jo bhi gaya, wapas nidhaal aaya bohat

تیری جانب آ رہا ہوں روح کی تسکیں کو میں
حسرتیں دل کی میں دنیا میں نکال آیا بہت

Teri janib aa raha hoon rooh ki taski'n ko main
Hasratain dil ki main dunya main nikaal aaya bohat

میں چٹانوں کی طرح باہر سے ساکت تھا عدیلؔ
پھر بھی اکثر ذات میں میری اُبال آیا بہت

Main chatanon ki tarah bahir se saakit tha Adeel
Phir bhi aksar zaat main meri ubaal aaya bohat

(ستمبر، ۱۹۹۶ء)

(September, 1996)

o o

نہاں فنا میں بقا ہے، ذرا سنبھل کے چلو
یہ خاک، خاکِ شفا ہے ذرا سنبھل کے چلو

Nehaa fana main baqa hai, zara sambhal ke chalo
Ye khak, khak-e-shifa hai, zara sambhal ke chalo

نئی کسوٹی پہ پرکھیں گے پھر سے لوگ تمہیں
میاں یہ شہر نیا ہے ذرا سنبھل کے چلو

Nai kasoti pa parkhain ge phir se loug tumhain
Miya ye shehar naya hai, zara sambhal ke chalo

ہر ایک ذہن میں اندیشہ ہائے دور دراز
ہر ایک لب پہ صدا ہے، ذرا سنبھل کے چلو

Har aik zehan main andesha haye dur daraz
Har aik lab pe sada hai, zara sambhal ke chalo

ہیں اس کی خاک کے پردے میں آسمان کئی
زمینِ کرب و بلا ہے، ذرا سنبھل کے چلو

Hain us ki khaak ke perde main aasman kai
Zamin-e-karb o bala hai, zara sambhal k chalo

جہاں سے تم کو پیام و سلام آتے ہیں
وہ شہر، شہرِ جفا ہے، ذرا سنبھل کے چلو

Jaha se tum ko payam-o-salam aate hain
Wo shehar, sheher-e-jafa hai, zara sambhal ke chalo

یہ صحن ارضِ حَرم ہے بہ احتیاط قدم
بہت قریب خدا ہے، ذرا سنبھل کے چلو

Ye sahen arz-e-haram hai ba ahtiyaat qadam
Bohat qareeb khuda hai, zara sambhal ke chalo

ابھی کسی کی جھلک ہے ہر ایک چہرے میں
ابھی یہ زخم نیا ہے، ذرا سنبھل کے چلو

Abhi kisi ki jhalak hai har aik chehre main
Abhi ye zakhm naya hai, zara sambhal ke chalo

جدائیاں یہ کہیں دائمی نہ ہو جائیں
مزاج سب کا جدا ہے ذرا سنبھل کے چلو

Judaiya'n ye kahin daaimi na ho jain
Mizaj sabka juda hai, zara sambhal ke chalo

سفر بھی دھوپ کا ہے اور عدیلؔ تلووں کا
ہر ایک زخم ہرا ہے ذرا سنبھل کے چلو

Safar bhi dhoop ka hai Adeel talwo'on ka
Har aik zakhm hara hai, zara sambhal ke chalo

(۱۰راپریل، ۱۹۹۷ء)

(10 - April, 1997)

O O

ہم آفتاب سے، ڈھلتے ہیں کچھ خبر ہے تمہیں	*Hum aaftab se, dhalte hain kuch khabar hai tumhain*
خود اپنی آگ میں جلتے ہیں کچھ خبر ہے تمہیں	*Khud apni aag main jalte hain kuch khabar hai tumhain*
جو سنگ ٹوٹ نہ پائے جہاں کی کوشش سے	*Jo sang toot na paaye jahaa ki koshish se*
ہمارے غم سے پگھلتے ہیں کچھ خبر ہے تمہیں	*Hamare gham se pighalte hain kuch khabar hai tumhain*
تباہیوں پہ ہماری جو کل تلک خوش تھے	*Tabahiyon pe hamari jo kal talak khush the*
سنا ہے ہاتھ وہ ملتے ہیں کچھ خبر ہے تمہیں	*Suna hai haath wo malte hain kuch khabar hai tumhain*

Tumhari raah main aankhain bicha rhai the kabhi	تمھاری راہ میں آنکھیں بچھا رہے تھے کبھی
Jo aaj raah badalte hain kuch khabar hai tumhain	جو آج راہ بدلتے ہیں کچھ خبر ہے تمھیں
Bulandio pe na dhondo ke johar - e - nayab	بلندیوں پہ نہ ڈھونڈو کہ جوہرِ نایاب
Zami'n ki goud main palte hain kuch khabar hai tumhain	زمیں کی گود میں پلتے ہیں کچھ خبر ہے تمھیں
Zamana jese behalta hai meri jaa hum bhi	زمانہ جیسے بہلتا ہے میری جاں ہم بھی
Usi tarha se behalte hain kuch khabar hai tumhain	اُسی طرح سے بہلتے ہیں کچھ خبر ہے تمھیں
Hum aab-e-sem ki manind saari raat Adeel	ہم آبِ سیم کی مانند ساری رات عدیلؔ
Bina tumhare machalte hain kuch khabar hai tumhain	بِنا تمہارے مچلتے ہیں، کچھ خبر ہے تمھیں

(17 - July, 1997) — (۱۷ر جولائی، ۱۹۹۷ء)

(Amsterdam se Houston jate huwe) — (ایمسٹرڈم سے ہیوسٹن جاتے ہوئے)

○

عشق صبر و رضا کے رُخ پر ہے
یہ سفر کربلا کے رُخ پر ہے

اک اندھیرا ضیاؔ کے رُخ پر ہے
چاند میرا گھٹا کے رُخ پر ہے

وقت آنے پہ ٹوٹ جائے گا
ہر ستارہ فنا کے رُخ پر ہے

○

Ishq sabr-o-raza ke rukh per hai
Ye safar karbala ke rukh per hai

Ek andhera zia ke rukh per hai
Chand mera ghata ke rukh per hai

Waqt aane pe toot jaye ga
Har sitara fana ke rukh per hai

ایک پل کی خبر نہیں یارو
ہر دِیا یاں ہوا کے رُخ پر ہے

Aik pal ki khabar nahin yaro
Har diya ya hawa ke rukh per hai

نبضِ جاں دھیمی ہوتی جاتی ہے
زندگی کیا بقا کے رُخ پر ہے

Nabaz-e-jaa dhemi hoti jati hai
Zindagi kia baqa ke rukh per hai

پھر سے آئے ہیں دوستی کے پیام
گفتگو کربلا کے رُخ پر ہے

Phir se aye hain dosti ke payam
Guftagu karbala ke rukh per hai

دل تو پل بھر میں موم ہو جاتا
ذہن اُس کا اَنا کے رُخ پر ہے

Dil to pal bhar main moum ho jata
Zehan us ka ana ke rukh per hai

جس سے سیکھے سبق وفا کے عدیلؔ
آج وہ بھی جفا کے رُخ پر ہے

Jis se sekhe sabaq wafa ke Adeel
Aaj wo bhi jafa ke rukh per hai

(۹ ، نومبر، ۱۹۹۷ء)

(9 - November, 1997)

○ ○

Baad az tamasha khail ke medan ki tarha	بعد از تماشہ کھیل کے میدان کی طرح
Hum ghar main hain bachay huwe saaman ki tarha	ہم گھر میں ہیں بچے ہوئے سامان کی طرح
Hai aarzoo humain bhi koi khol kar parhai	ہے آرزو ہمیں بھی کوئی کھول کر پڑھے
Rakhe hain hum bhi taaq main juzdaan ki tarha	رکھے ہیں ہم بھی طاق میں جُزدان کی طرح
Dekhiye ajeeb hum ne laqab ke ye mujizaat	دیکھے عجیب ہم نے لقب کے یہ معجزات
Pandit bhi bolne lage bhagwaan ki tarha	پنڈت بھی بولنے لگے بھگوان کی طرح

پاسِ لقب ضرور ہے اے اشرفِ جہاں
انسان ہو، بسر کرو انسان کی طرح

Paas-e-laqab zaroor hai ay ashraf-e-jaha
Insaan ho, basar karo insaan ki tarha

دل میں کسی کے کیا ہے خدا جانتا ہے بس
کیا سب کے چہرے پڑھتے ہو قرآن کی طرح

Dil main kisi ke kia hai khuda janta hai bas
Kia sab ke chehre parhte ho qura'an ki tarha

لہجہ کہاں سے لاؤ گے اُس کا میاں عدیلؔ
غزلیں تو لکھتے پھرتے ہو، عرفانؔ کی طرح

Lehja kaha se lao ge us ka miya Adeel
Ghazlain to likhte phirte ho, Irfan ki tarha

○ عرفانؔ دانش سکندری

○ *Irfan danish sikandari*

O

شکم کی آگ بجھانے یہاں چلے آئے
کہاں کے لوگ تھے ہم سب کہاں چلے آئے

وہ لوگ اب کہاں جن کی مزاج پرسی کو
ذرا سی دیر میں حور و جناں چلے آئے

خود اپنی آگ میں جلتے ہیں ہم جہاں کے لیے
وہاں پہ ڈوب گئے جب یہاں چلے آئے

ہمیں نہ ڈھونڈو کہ اب ہم نہ مل سکیں گے تمہیں
ہمارے ساتھ ہمارے نشاں چلے آئے

عدیؔل اِس کا گلہ بھی کرے تو کس سے کرے
حقیقتوں کو صدا دی گماں چلے آئے

(۱۶ر مئی ۱۹۹۸ء)

O

Shikam ki aag bujhane yaha chale aaye
Kaha ke loug the hum sab kaha chale aaye

Wo loug ab kaha jin ki mizAaj pursi ko
Zara si dair main hur -o- jina chale aaye

Khud apni aag main jalte hain hum jaha keliye
Waha pe doob gay jab yaha chale aaye

Humain na dhoondo ke ab hum na milsakain ge tumhain
Humare saath humare nisha chale aaye

Adeel is ka gila bhi karai to kis se karai
Haqiqaton ko sada di guma'n chale aaye

(16 - May, 1998)

O

لے آئے ہم کو قافلہ سالار کس طرف
جاناں کہاں تھا آ گئے ہم یار کس طرف

کچھ بھی چھپا نہیں ہے سبھی جانتے ہیں یہ
چھپ کر گلی میں جاتے ہیں سرکار کس طرف

کس جا اِسے اُتاریں سبکدوش کیسے ہوں
لے جائیں اب حیات کا یہ بار کس طرف

بس یہ دعا ہے جلد ملے منزلِ حیات
پروا نہیں، ہے سایۂ دیوار کس طرف

O

Le aaye hum ko qafla salar kis taraf
Jana kaha tha aagaye hum yar kis taraf

Kuch bhi chupa nahin hai sabhi jante hai ye
Chhup kar gali main jate hain sarkar kis taraf

Kis jaa usay utarain subukdosh kese ho
Le jaain ab hayat ka ye baar kis taraf

Bas ye dua hai jald mile manzil-e-hayat
Parwa nahin, hai saya-e-diwaar kis taraf

دہلیز گھر کی چھوڑی تو یہ سوچنا ہی کیا
لے جا رہی ہے گرمئ رفتار کس طرف

Dehliz ghar ki chhori to ye souchna hi kia
Le ja rahi hai garmi-e-raftar kis taraf

گل گشت سے ہم آبلہ پاؤں کا کیا علاج
آواز دے، اے وادئ پُرخار کس طرف

Gull gasht se aabla paoon ka kia elaaj
Aawaz de, aye wadi-e-purkhar kis taraf

کل تک جو تخت و تاج میں میرے شریک تھے
بتلا رہے ہیں آج وہ ہے دار کس طرف

Kal tak jo takht -o- taaj main mere sharik the
Batla rahe hai aaj wo hai daar kis taraf

تاریخ پڑھ کے دیکھو ذرا اہلِ جاہ کی
سر کس طرف گرے، گئی دستار کس طرف

Tareekh parh ke dekho zara ahl-e-jah ki
Sar kis taraf gire, gai dastaar kis taraf

اب ضبط و احتیاط کی ہمت نہیں عدیلؔ
جائے نہ جانے لہجۂ گفتار کس طرف

Ab zabt w ehtiyat ki himmat nahin Adeel
Jaaye na jane lehja-e-guftaar kis taraf

(۱۵ ر ستمبر، ۱۹۹۸ء)

(15 - September, 1998)

O

بس ہتیلی پہ جان ہے صاحب
زندگی، امتحان ہے صاحب

سیکڑوں دوست، سیکڑوں دشمن
اور چھوٹی سی جان ہے صاحب

کل یہاں آئے، کل کو جانا ہے
صرف یہ داستان ہے صاحب

O

Bas hataili pe jaan hai sahab
Zindagi, imtehan hai sahab

Sekro dost, sekro dushman
Or chhoti si jaan hai sahab

Kal yaha aaye, kal ko jana hai
Sirf ye daastan hai sahab

آدم و حوا سے ہوا آغاز
ایک ہی خاندان ہے صاحب

Aadam -o- hawwa se howa aaghaz
Aik he khaandan hai sahab

بارشوں کی دعا کرے کیسے!
جس کا کچا مکان ہے صاحب

Baarisho'n ki dua kare kese !
Jis ka kacha makan hai sahab

وہ مرے من میں یوں سمایا ہے
خود پر اس کا گمان ہے صاحب

Woh mere man main youn samaya hai
Khud per is ka guman hai sahab

کتنی تلخی ہے اس کے لہجے میں
کتنی میٹھی زبان ہے صاحب

Kitni talkhi hai is ke lahjay main
Kitni meethi zaban hai sahab

ہے سخن روشنی تو پھر کیسے
روشنی بے زبان ہے صاحب

Hai sukhan roshni tu phir kese
Roshni bezabaa'n hai sahab

Apni qismat kaha hai purkhon si	اپنی قسمت کہاں ہے پُرکھوں سی
Ghar nahin ye makan hai sahab	گھر نہیں یہ مکان ہے صاحب
Ham se jo ban para kia hum ne	ہم سے جو بن پڑا کیا ہم نے
Ab khuda pasban hai sahab	اب خدا پاسبان ہے صاحب
Koi toofa'n zaroor aaye ga !!	کوئی طوفاں ضرور آئے گا!
Aaj wo meherban hai sahab	آج وہ مہربان ہے صاحب
Aik awaaz aarahi hai Adeel	ایک آواز آ رہی ہے عدیؔل
Jaan hai tu jahaan hai sahab	جان ہے تو جہان ہے صاحب
(May, 2000)	(مئی، ۲۰۰۰ء)

O O

ہیں سفر میں روز و شب ہم ہمیں کچھ خبر نہیں ہے	*hain safr main roz o shab hum, humain kuch khaber nhi hey*
یہ ستم ہے ساتھ وہ ہیں جنہیں کچھ خبر نہیں ہے	*ye sitm hey sath wo hain jinhen kuch khaber nhi hey*
جو چلے تھے سوئے منزل وہ بھٹک رہے ہیں بن میں	*jo chaley the suaemanzil wo bhatak rahey hain ban main*
کوئی ہے جو ہم کو ٹوکے، ہمیں کچھ خبر نہیں ہے	*koi hey jo hum ko tokey,humain kuch khaber nhi hey*
جو ہیں باخبر یہاں پر وہ ہیں خوف میں بھنور کے	*jo hain ba khaber yahan per wo hain khuf main bhanwar ke*
وہی ناخدا ہیں اپنے جنہیں کچھ خبر نہیں ہے	*wohi nakhuda hain apney,jinhain kuch khaber nhi hey*

Jinhai elm e do jhan tha, wo nhi hain ab jhan main	جنہیں علم دو جہاں تھا، وہ نہیں ہیں اب جہاں میں
Wo jo sans ley rahey hain unhain kuch khabar nhi hey	وہ جو سانس لے رہے ہیں انہیں کچھ خبر نہیں ہے
Jo dikha raha tha rsta, wo charagh bujh gya hey	جو دکھا رہا تھا رستہ ، وہ چراغ بجھ گیا ہے
Kahan therey karwan ab, humain kuch khabar nhi hey	کہاں ٹھہرے کارواں اب ، ہمیں کچھ خبر نہیں ہے
Aye Adeel un se keh du ke sab aaina hai hum par	اے عدیؔل اُن سے کہہ دو کہ سب آئینہ ہے ہم پر
Jo yaqeen kar chuke hain, Hamain kuch khaber nhi hey	جو یقین کر چکے ہیں، ہمیں کچھ خبر نہیں ہے

اپنے رسم و رواج کھو بیٹھے
باقی اب خاندان میں کیا ہے

جون ۲۰۰۸ء

Apne Rasm-o-Rivaj kho bethey

Baaqi ab khaandaan main kia hai

(June, 2008)

اپنے بزرگوں کی روایتوں سے فیض پانے اور خود فیض رساں بن جانے تک کی راہ زندگی کی ہلچل، نیرنگیوں اور گہما گہمیوں سے ہوکر گزرتی ہے۔ اکثر لوگ اسی راستے میں کہیں رُل جاتے ہیں۔ اکہری، بے سمت اور کامیاب زندگی آرام سے بسر بھی ہو جاتی ہے۔ مگر عدیلؔ زیدی ان لوگوں میں شامل نہیں۔ عدیلؔ کی تربیتِ ذات نے اسکی زندگی کو متنوع اور با مقصد بنادیا ہے۔ اب وہ منظرِ سادہ کی تہہ داریوں میں سانس لیتی حقیقی زندگی سے آشنا ہو گیا ہے۔ وہ نہ صرف زندگی کی سچی تصویر دیکھ اور دکھا سکتا ہے بلکہ زندگی کی تفسیر اور تفہیم بھی کر سکتا ہے۔ تخلیقی سطح پر نمو پزیری اسکے فکری منظر نامے کو اور بھی خوشنما بنا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسکی شاعری روایت سے جڑی ہونے کے باوجود کہنگی کی شکار نہیں ہو سکی۔ اہم بات یہ ہے کہ عدیلؔ نے نہ صرف اپنی پہچان کو پالیا ہے بلکہ اُسے زندگی اور وقت کی بھی اچھی شناخت ہے۔ عدیلؔ کا ایک شعر کافی دن ہوئے پڑھا تھا۔ شاید آپ کو بھی یاد ہو:

بلندیوں پہ نہ ڈھونڈو کہ جوہرِ نایاب...... زمیں کی گود میں پلتے ہیں کچھ خبر ہے تمہیں

دیکھئے کہ اُسکا لہجہ اور اُسکا یقین کیسے بے غبار اور پر اثر انداز میں سامنے آتا ہے۔ یہی شاید اسکی شاعری کی پہچان بن سکے۔ اس راہ میں بڑے فیصلے بھی کرنا پڑتے ہیں۔ عدیلؔ کو اس بات کا احساس بھی ہے اور احوال و آثار بھی بتاتے ہیں کہ اسکا سفر اب ایک معلوم سمت میں جاری ہے۔ اعتماد کی ایک منزل اسے مل چکی ہے اور آرزو کی ایک منزل اسکی منتظر ہے۔ اس نے کہا ہے:

راہ اپنی نکالی تو منزل ملی...... ہم چلے جادہ، رہبراں چھوڑ کر

اس سفر میں یقیناً بہت سی دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ میری دعائیں بھی ان میں شامل ہیں۔ محبت اور آرزومندی کے ساتھ۔

(پروفیسر ڈاکٹر) پیرزادہ قاسم

جون ۲۰۰۸ء

کراچی یونیورسٹی۔ پاکستان